



مَرْجَعِ الْأَرْشَافِ مِنْ كُلِّ الْمُرْكَبَاتِ
حَتَّىٰ يَكُونَ كُلُّهُ مَوْلَانًا

مَوْلَانَ

عناءٌ وسَمَاعٌ أَصْفَيَا

۱۳۴۰

تصنيف

حضرت شاه ابوالحسن زید فاروقی

ناشر

شah ابوالخیر اکاڈمی، شah ابوالخیر مارگ، دہلی۔



مِنْزَلَةُ الرَّبِيعِ الْأَوَّلِ تَشَافِعٌ
حَسَنَةٌ بِهَا سَمِيلٌ شَرَابٌ
يُعْنِي مَعْتَادُ وَسَمَاءُ عَاصِفَةٌ

يُعْنِي

معتاد و سماء عاصفة

ا - م - ۲ - ا

تصنيف

حضرت شاه ابو الحسن زید فاروقی

ناشر

شاه ابوالخیر کاظمی شاه ابوالخیر مارگ دہلی۔ ۶

86560

جمل حقوق محفوظ

۱۴۳۱ھ ۱۹۹۱ء

092060

کتاب کا نام: صوریہ البراع للإرشاد من تحریر الشاعر
معروف به

غنا و سماع اصفیا

صفحات: ۵۶

مصنف: حضرت مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقی

مہتمم: ابوالنصر انس فاروقی (ڈائیکٹر)

معادن: محمد ادیس قریشی مکان ۲۷۰ کوچہ پیر ہاشم شاہ ابوالخیر مارگ دہلی ۶

طبع و ناشر: شاہ ابوالخیر کاظمی
شاہ ابوالخیر مارگ، ترکمان گیٹ دہلی ۶

کتابت: محمد بن نظیر الدین ۲۶۵ - میٹا محل، دہلی ۶

تعداد: ایک ہزار

قیمت: ۹ روپے

مطبع: کلر پرنٹنگ پریس دہلی



فہرست "غنا و سماع اصفیا" نسخہ ۱۳۱

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۱	علام اجل مقدسی کا قول	۳	فہرست
۳۱	امام غزالی کا ارشاد	۵	بصراہ
۳۱	علام مقدسی کی تنقید	۲۰	ابتدائیہ
۳۱	حضرت محاسی اور امام احمد	۲۰	القول السنی کی تالیف
۳۲	امام احمد کی اسماعیل کو نصیحت	۲۰	رسالہ صریر البراع کی تحریر
۳۲	حضرت مشاہد دینوری کا ارشاد	۲۰	جناب قاضی سجاد حسین کا پسند کرنا
۳۲	امام غزالی کا ارشاد	۲۱	قاضی سجاد حسین کی وفات
۳۵	لحن داؤدی	۲۱	قطعہ تاریخ وفات
۳۵	ایک حدی خواں کا داقعہ	۲۱	رسالہ کا تاریخی نام از مولانا خیالی
۳۶	قصہ حادی جناب آنجشہ	۲۱	غنا و سماع اصفیا نسخہ ۱۳۱
۳۷	مشکلات میں مسلم کی روایت	۲۲	بسم اللہ و حمد للہ
۳۸	قریش کی ایک عورت کی نذر	۲۲	حجۃ الاسلام امام غزالی
۳۸	طلع البدر علیہما	۲۲	علامہ اسنوفی کی تعریف
۳۹	امام ابراہیم بن سعد کا داقعہ	۲۲	علامہ شہاب الدین نویری کندی
۳۹	امام احمد و امام مسلم آپ سے روایت کرتے ہیں	۲۳	علامہ عبد الغنی نابلسی کا رسالہ
۴۰.	گانے والی لوٹی کو ابن عمر نے فردخت کرایا	۲۳	علامہ ابوالمواصب
۴۰.	اتباع سنت میں ابن عمر کا مسلک	۲۳	حضرت قاضی شناوار اللہ پانی پتی
۴۰.	مُرْمُور شیطان کا کہنا	۲۴	غنا و سماع کو حرام کہنے والوں کا استدلال
۴۱	حضرات صحابہ نے غنا، رف، عود و ناہے	۲۵	کلام الہی سے
۴۱	حضرات تابعین نے ناہے	۲۶	سنت نبوی کی ۲۸ روایتوں سے

صفو	مضون	صفو	مضون
۵۱	حضرت عبد القدر مسکنگوہی کو دیکھو	۳۱	امام شافعی نے گانے والی کا گانا نہیں
۵۲	حضرت مُعوَّذ کی بیٹی ربع کا داقر	۳۱	امام ابراہیم حضرت ابوحنیفہ کے شاگرد کا علی
۵۲	حضرات ائمہ کا مسلک	۳۲	علامہ رفیق بن العید کا ارشاد
۵۳	الاقناع کی عبارت	۳۳	علامہ عبدالغنی نابلسی نے لکھا ہے
۵۳	شیخ شہاب الدین سہروردی کا ارشاد	۳۴	آپ کی عبارت کا مفہوم
۵۳	شاہ نقشبند کا ارشاد	۳۵	سیاستِ شرعیہ کی اساس
۵۴	مولانا محمد سالار کو نصیحت	۳۶	حضرت نابلسی کا قول درست ہے
۵۴	آپ کا لکھنا کہ غنا حرام سے کب درست ہے	۳۷	قیامت تک نیک بندے رہیں گے
۵۴	یہ لکھنا غنا بالزم امیر کفر ہے بے جا ہے	۳۷	بچوں کی بانسری نے حضرت والد کو تڑپا دیا
۵۴	مزامیر کو حلال کہنے والا ہرگز کافر نہیں	۳۸	علامہ ابوالمواحب کا ارشاد
۵۵	سوالیں وجد تین قسم کے ہیں	۳۹	حضرت قاضی شناوار اللہ عثمانی پانی پتی
۵۵	ایک گروہ حزب اللہ ہے جو بائیتیا ہو کر وجد کرے	۳۹	شاہ عبدالعزیز آپ کو بیہقی وقت کہتے تھے
۵۵	دوسرے جواہر حاصل کرنے کے لئے وجد کرے	۴۰	حضرت منظہر جان جاناں علم الہدی کہتے تھے
۵۵	ہیں وہ بھی محمود ہیں۔	۴۰	مولانا محمد سالار کو آپ کا خط
۵۵	تیسرا وہ جو یہ تکلف کرتے ہیں وہ فاسق ہیں	۴۱	حکم سرود دو مزامیر و غنا کا بیان
۵۵	یہ ہے علمائے اعلام کا مسلک جو ہمارے لئے محنت ہے	۴۱	مکتب کے حصہ اول کا ترجمہ
۵۶	مسک الخاتم مسلک شاہ ولی اللہ	۴۱	اہل اسلام کی تکفیر میں جلدی ذکر و

تبصرہ مولانا محمد نعیم الدخان خیالی، محلہ قاضی پورہ۔ بہرائچ

حضرت علامہ شاہ ابو الحسن زید فاروقی دہلوی اور ان کا فن تحریر

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلَیْ رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الف۔ شخصی تعارف۔ آپ کا خاندان ہے نسلی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ امیر المؤمنین حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ آپ کے تینتالیسوں دادا ہوتے ہیں اور اسی سلسلے سے حضرت شیخ احمد مجدد الٹھانی سرہندی قادر سترہ آپ کی دسویں پشت میں تھے اور حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی آپ کے والد بزرگوار کا نام نامی ہے۔ آپ کی پیدائش برزوہ منگل ۲۵ رمضان ۱۳۲۷ھ مطابق ۳۱ نومبر ۱۹۰۸ء کو حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید کی خانقاہ شریف دہلی میں ہوئی، جو آب درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر کہلانی ہے۔ آپ کے بڑے بھائی حضرت شاہ بلاں ابوالغیض فاروقی اور آپ کے چھوٹے بھائی حضرت شاہ سالم ابوالسعد فاروقی کی وفات ہو چکی ہے۔ آپ کی ذات ان دونوں حضرات میں وسط کا درجہ رکھتی ہے اور غالباً اس خُصُن اتفاق کا اثر آپ کی پوری زندگی، آپ کے مزاج و مسلک پر پڑا ہے۔

۲۔ تعلیم و تربیت: آپ کے حضرت والد نے اپنے تینوں صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت محفوظ طریقہ پر فرمائی۔ افغانستان کے علماء و صلحاء میں سے ہر صاحبزادے پر ایک ایک شخص مقرر تھا۔ صاحبزادوں میں سے کوئی بھی گھر سے باہر تنہای غیر مرتب کے نہیں جاسکتا تھا۔ کھیننا، ہنسی مذاق کرنا، پڑھنا لکھنا سب پاک مخلصین کے درمیان تھا۔ سید راجح علی شاہ سردھنی کے مشورے سے صاحبزادوں کو انگریزی اسکول میں داخل کرایا۔ آپ نے درجہ سات تک وہاں تعلیم حاصل کی۔ اسکول کی تعلیم کی وجہ سے تینوں صاحبزادے خاندانی فضائل کے طور پر حفظ کلام مجید رکھ کر سکے جس کا آپ صاحبان کو بہت افسوس رہا کیونکہ آپ صاحبان کے والد بزرگوار سے باہمی درستم حضرت مجدد تک بھی حافظ قارئ عالم صوفی، شاعر اور اہل قلم رہے ہیں۔

اسکول کی تعلیم چھوٹنے کے بعد ۱۳۴۹ھ میں تینوں صاحبزادوں کا داخل حضرت صاحب نو دہلی

کے درس مولوی عبدالرب میں کرایا۔ حضرت موصوف نے ۱۳۲۳ھ تک حدیث شریف کا دورہ ختم کر کے فراغت حاصل کر لی۔ چونکہ حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ تعلیم تربیت سے طالب علم کو علم دل سے لذت آشنا کر دیا کرتے تھے اس لئے ہندوستان میں دینیات کے نصاب کے بعد آپ برادر خود حضرت مسلم ابوالسعد کے ہمراہ ۱۳۴۵ھ میں مصر تشریف لے گئے اور ۱۳۴۷ھ میں باقاعدہ امتحان دے کر اعلیٰ بنبردی وہاں کی عالمیت کی سند حاصل فرمائی۔

ہندوستان اور عربستان میں آپ کے قابل ذکر اساتذہ: مولوی حافظ حکیم سید عبد الجلیل راسنی ساکن مدینہ جردن ضلع بہرائچ مولوی محمد عمر صاحب محلہ مراپور قصبه گھوسی ضلع مٹوی پی۔ ملا ان الشد صاحب ساکن سریاب، کوئٹہ بلوچستان۔ مولوی خیر محمد ساکن شلگر، افغانستان۔ مولانا عبد العلی میر طھی تلمیذ مولانا قاسم داحد علی۔ مولانا محمد شفیع داما دیشخ ہند مولانا محمود احسن۔ مولانا حکیم جی محمد منظہر اللہ۔ مولانا محبوب الہی مولانا عبد الوہاب صاحب۔ مصر میں مولانا یوسف دیجوی۔ استاذ الامم اساتذہ علامہ درسوی۔ استاذ الامم شیخ محبیت المطیعی الحنفی۔ شیخ علی شاہ شافعی۔ شیخ راشح ترکی حنفی شیخ محمد جبیب الشرشقی طھی مالکی۔

سید محمد عبد الحجی المغری۔ شیخ بدر الدین محمد رشت دمشق۔ مولانا ابو الفیض ابوالاسعاد محمد عبد التاریخی دہلوی ملکی۔ مولانا السید الشریف احمد السنوی۔ آپ نے ان جلیل القدر افراد سے اور مولانا عبد اللطیف رحمانی اور آپ نے ابن اعم شیخ ابوالشرف عبد القادر مہاجر کر کے حدیث شریف کی نہایت اعلیٰ اسناد حاصل کی ہیں۔

۳۔ علمی پایہ: دینی اہل قلم میں آپ کے علمی پایہ کا دستاویزی ثبوت تو در حمل آپ کے گراں قدر ترجمہ تصانیف اور تالیفات و مرضامیں ہیں۔ البته اس کی مزید توثیق آپ کے معرفت و قدر خناس اُن علماء کرام سے ہوتی ہے جنہوں نے آپ کی کتابوں یا مقالوں پر اظہار رائے کیا ہے، مثلاً مولانا سید محمد بیان شیخ الحدیث ۱۲ مفتی عتیق الرحمن عثمانی ۱۳ مولانا قاضی سجاد حسین مدیر و شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ فتح پوری ۱۴ مولانا عبدالمadjed دریابادی ۱۵ مولانا سید احمد اکبر آبادی ۱۶ مفتی سید عبدالداشم جلالی ۱۷ مفتی سید مہدی حسن شاہ بھاپوری ۱۸ ڈاکٹر عبدالتاریخ چیدر آبادی ۱۹ ڈاکٹر مسعودین خاں دائیں چانسلر جامعہ ملیہ دہلی ۲۰ مولانا عبد الرحمن خاں شردانی وغیرہم۔

۴۔ تحریری کارنامے: آپ کے مثا غائب حیات میں خاص کر تعمیر و مرمت و تحفظ مساجد و مزارات ہیں۔ اس کے علاوہ جمیع کتب علمیہ و ادبیہ بھی آپ کا عزیز مشغله ہے۔ چنانچہ خانقاہ شریف میں آپ نے

نہایت قیمتی کتب خانہ ذاتی طور پر قائم فرمایا ہے جس میں مختلف علوم و فنون اور عربی فارسی اردو کی مطبوعہ و مخطوطہ کتب ہزاروں کی تعداد میں جمع کی ہیں۔ کچھ کتابیں اپنے حضرت والدماجد سے ورثہ میں ملی ہیں۔ اس کے علاوہ نشر راشاعت کا ایک ادارہ ہے جو آپ کے فرزند دلبند ڈاکٹر محمد ابو الفضل فاروقی (متوفی شنبہ، ۲۷ مئی ۱۹۸۴ء، جولائی ۱۴۰۴ھ) نے قائم کیا تھا اور اب اس کے مشترکہ ڈاکٹر حب کے فرزند حضرت ابوالنصر انس مسلم اللہ و حفظہ ہیں اور آپ ہی صاحب سجادہ ہیں اور آپ کے دادا حضرت نگرانی فرمائے ہیں۔

ان تعمیری دافادتی مشاغل میں آپ کا محظوظ ترین مشغل علمی کتابوں کا مطالعہ کرنا اور فوائد کا لکھنا ہے۔ جب آپ کوئی کتاب تالیف کرتے ہیں تو اس سے متعلق قیمتی کتابیں خریدتے ہیں اور پھر تحریر کرتے ہیں۔ ہم آپ کی مطبوعہ کتب کی فہرست پیش کر رہے ہیں۔

- ۱۔ بزم خیر از زید در جواب بزم جمیل اردو سال ۱۴۳۴ھ ۱۱۔ مقاماتِ اخیار فارسی سال ۱۴۳۵ھ
- ۲۔ مجموع خیر البیان اردو سال ۱۴۳۴ھ ۱۲۔ حضرت مجدد اور ان کے ناقین اردو سال ۱۴۳۶ھ
- ۳۔ مناج السیر مدارج الخیز فارسی سال ۱۴۳۴ھ ۱۳۔ سوانح حیات شاہ بلاں " سال ۱۴۳۶ھ
- ۴۔ اشکھائے غم فارسی سال ۱۴۳۴ھ ۱۴۔ رسائل معرفت افرا " سال ۱۴۳۶ھ
- ۵۔ خیر القال در دریت ہمال اردو سال ۱۴۳۴ھ ۱۵۔ مولانا اسماعیل رتفقیۃ الایمان " سال ۱۴۳۶ھ
- ۶۔ ماذا قال الائمن ابن تیمیہ " سال ۱۴۳۹ھ ۱۶۔ ہندوستانی تقدیم مذاہب " سال ۱۴۴۰ھ
- ۷۔ مسکل تبیط ولادت " سال ۱۴۳۸ھ ۱۷۔ مقدمہ راختمامیہ " سال ۱۴۳۹ھ
- ۸۔ مناج الالبا (فارسی میں بھی) " سال ۱۴۳۹ھ ۱۸۔ سوانح بلے بہائے امام عنظم ابوحنیفہ " سال ۱۴۴۰ھ
- ۹۔ وحدۃ الوجود " سال ۱۴۳۹ھ ۱۹۔ غنا و سماع اصفياء " سال ۱۴۴۰ھ
- ۱۰۔ مقاماتِ خیر " سال ۱۴۳۹ھ

ان کے علاوہ مرتب مسودات بھی ہیں جو ابھی تک شائع نہیں ہوتے ہیں جو حب ذیل ہیں۔

- ۱۔ الخیر المزید في اعراب الآية وكلمة التوحيد عربی ۲۔ الجھر في مسألة اللحمة والقبض فارسی
- ۲۔ الاسانيد العالية مع صور الشهادة عربی ۵۔ النبقات من الطبقات
- ۳۔ القول السنی في الذب عن الشیخ عبد الغنی فارسی ۶۔ المساجد المهجورة صفحہ ۵۰۰

۱۔ تقویم خیری اردو مجموعہ از مطبوعہ و غیر مطبوعہ ۲۶ تالیفات

ب۔ اسلامی نقطہ نظر سے فن تحریر کے بنیادی اصول: ہر فن کی طرح تحقیق اور تنقید کے کچھ بنیادی اصول ہوتے ہیں جن کی پابندی سے کوئی تحریری کارنامہ قابلِ قدْر عظیم درست و موقر ہوتا ہے اور انہی کی روشنی میں اس کی قدر و قیمت کے تعین کا اختصار ہوتا ہے۔

یہاں چونکہ ہمارا موضوع اسلامی مذہبیات سے متعلق ہے اور اس کے صاحبِ تحریر ایک جیہے عالم اور صاحبِ طریقت ہیں اس لئے ذیل میں بطور ختصار چند ضروری امور کو بطور بنیادی اصول کے لیش کیا جا رہا ہے جو ایک موسن کے لئے صرف لائق اختیار ہی نہیں بلکہ عین تقاضائے دین دایان ہیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر ہی خود کو مسلم سمجھنے اور سمجھے جانے کی ذمہ داری سے عہد برآ ہوا جاسکتا ہے، ملاحظہ ہو۔

۱۔ تحقیق معيار: چونکہ ایک موسن مسلم کے لئے تحقیق کا معيار صرف وہی ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش قطعاً نہ ہو اس لئے کرایان اور زیب یعنی شک ایک درسرے کی ضد ہیں جو ایک ملک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور تحقیق دراصل نام ہے امرِ حقيقة کی یقینی بازیافت کا، یہ مقام صرف الکتاب یعنی قرآن مجید ہی کو حاصل ہے اور وہ ساری دنیا میں تنہا وہ نظرِ کتاب ہے جو عینہ مُنزَلِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (الله) اور حفظِ الٰہی کے تحت دائماً محفوظ ہے اس کی عبارات والفاظ میں کسی تسمیہ کی تحریف، رَدْ وَ بَدْل اور کمی بیشی نہیں۔

لہذا یہی اولین و معتبر ترین معيارِ تحقیق ہے وہ معيارِ حجۃ و باطل کے درمیان فرق یعنی تمیز تبلانے والا ہے اور اس لئے بجز اللہ کی نازل کردہ سند (دحیٰ قرآنی و سنت نبوی) کے محض اپنی منگھٹت بالوں پر بحث نہ کرے کیونکہ امرِ حق کے علاوہ جو بھی ہے وہ گمراہی ہے اس میں ظن (الملک) سے کام لینا جاہلیت ہے۔ (بقرہ ۱، بنی اسرائیل ۱۸، حدیث مشکات ثانی۔ الکتب عن حسن بن علی رواہ احمد، مائدہ ۵۹، اعراف ۱۷، آل عمران ۱۳۵، یونس ۳۲، ۳۶)

۲۔ تقویٰ: اسلامی سوسائٹی میں انسان سازی اور تہذیب ادب میں تقویٰ کا اعلیٰ مقام ہے یہاں تک کہ قرآن پاک جو کتاب ہدایت ہے اس سے اُن ہی کو رہنمائی مل سکتی ہے جو اہلِ تقویٰ (متقین) ہیں، اور متقنِ وہی ہیں جو اللہ کی طرف سے رسول کی لائی ہوئی صداقت (یعنی قرآن و سنت) کو سچا نہیں۔ اور ظالم ہیں وہ جو اللہ کی طرف سے آئی ہوئی صداقت کو جھٹلاتے ہیں۔ (بقرہ ۲۷، زمر ۳۲، ۳۳)

۳۔ عملِ تحقیق: متذکرہ بالا ہر دو بنیادی اصولوں کا منطقی و بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ احقاقِ حق یعنی امرِ حقيقة

کو ثابت کرنے کے لئے بات کا مستند ہونا ضروری ہے۔ یہی صحیح و مبسوط طریقہ ہے۔ (یوسف ۲۷)

۳- تفکر و بصیرۃ: یعنی دھیان کرنا اور خود خوض سے کام لینا ایک امر معقول ہے۔ الکتاب میں۔ دیگر کتب میں۔ آفاق والنفس میں اور حیات دنیادی دُاخروی کے تمام امور میں البتہ مون اس میں مطلق الغافل نہیں کیونکہ وہ انسان کے محدود علم بھر کا مکلف ہے۔ دعوة الی اللہ یعنی خدا کے احکام بتانے میں بصیرۃ یعنی سُوچ جو بوجو کو مدنظر کھے۔ اور یہ کہ انسان اپنے حق میں خود بصیرۃ ہے یہ اور بات ہے کہ پڑا ڈالے رہے اپنے بھائی۔ اسی طرح اولی الابصار کے معنی عبرت یعنی خبرداری ہے واقعات میں۔ (بقرہ ۲۱۹۔ سـ۲۔ جاثیہ ۶۰۔ قیامہ ۲۵۔ آل عمران ۲۱)

۴- تحکم و فیصلہ: الکتاب کے مطابق کرے جو کہ حق یعنی صحیح علمی بات ہے۔ اس کے برخلاف جاہلیت یعنی غیر علمی امر ہے۔ اسی طرح سنت نبوی کو بھی فیصلے کی بنیاد بنا نا امور من اللہ ہے۔ نیز اجتہاد صاحب رائے یعنی اکابر فقہ کے حوالے سے کرے اور تحکم انصاف بے تعصیٰ غیر جانبداری صحیح استدلال و شہادت کے پیش نظر کرے اور بحال تہوش و آگاہی کرے غیر جذباتی مودیا شکنی میں نہیں۔ اور یہ کہ مثبت و منفی ہر دو جانب پر دھیان دے۔ (بقرہ ۲۱۸۔ مائدہ ۲۵، ۲۶۔ نماز ۲۵۔ مشکلات ثالث عمل بالقفاوی عن معاذ بن جبل روایہ ترمذی و ابو داؤد دارمی۔ پھر نماز ۲۵۔ پھر مائدہ ۲۲۔ نیز مشکلات ثالث عمل بالقفاوی عن علی روایہ ترمذی و ابو داؤد دارمی)

۵- شان انہار یعنی تقریر ہو یا تحریر مسلک اعتدال پر گائز رہنا اور توازن برقرار رکھنا اعلیٰ انسانی اور اسی لئے دینی صفت ہے چنانچہ مخالفت و احتراض کے زفاف میں حد سے تجاوز نہ کرے۔ (بقرہ ۲۱۹)

۶- اثبات داستناد کے لئے حوالہ کا بہ لحاظ ترتیب کتاب وغیرہ مکمل ہونا ضروری ہے تاکہ تصدیق ہو سکے کریں سند درست ہے اور حوالہ یعنی غیر مشکل و معتبر ہو تحریف وغیرہ سے پاک ہو۔ نیز یہ کہ مأخذ کا اعلیٰ درجہ بلا واسطہ ہونا ضروری ہے جبکہ بالواسطہ مأخذ تصدیق و تکذیب کو کافی نہیں، یہ کا تحقیق کا گھٹیا درج ہے۔ (annel ۲۲، صفت ۲۵-۲۶۔ مشکلاۃ اول۔ اعتقاد فاعل عن سعد ابن ابی وقاری و رواہ بخاری)

۷- داخلی شہادت: متذکرہ بالا اصولی امور کے بعد اب ہم حضرت علامہ موصوف کے تاریخ تحریر پر داخلی شہادت میں پیش کر رہے ہیں جن سے آپ کے قلم کا یہ وصف فتنی چیزیت سے نایاب نظر آسکے گا۔ گوناگون مصنوعات وسائل پر کاپ کی تحریر کردہ مطبوعہ کتابوں اور مقالوں میں سے داخلی شہادت میں ہم

بطور تکونہ صرف تین کتابوں پر گفتگو کر رہے ہیں ملاحظہ ہو :-

اول : چنانچہ حضرت علامہ موصوف نے اپنی پہلی مطبوعہ کتاب سبزِ خیر «طبع دہلی ۱۹۵۳ء جواہر بزم جمیل» (از مقبول حسین و صمل بلگرامی) کے مفروظہ میں اپنے اپنے خصوصی طریقہ کار کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

”میں پہلے حصل واقعہ کو بلا کسی تبصرہ و نقد کے لکھتا ہوں۔ پھر بزم جمیل کی عبارت حرف بحرف نقل کر دیں گا اور پھر میرا تبصرہ تحقیق عنوان ہدنَا بَصَارُ مُلْتَسِسٍ ہو گا۔“ (بزمِ خیر ص ۱)

آپ کی مذکورہ کتاب ان ہی امور کی ترتیب دار پیش کش کے ساتھ شروع سے آخر تک چلی گئی ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت علامہ موصوف نے چشم دید سوانح بنگار کے حوالے سے حصل واقعہ نقل کیا ہے پھر بزم جمیل کی عبارت نقل کی ہے جس میں مفترض نے بنا کسی حوالہ کے زبانی بیان کو اپنے الفاظ میں تحریر کیا ہے اور پھر اس کے بعد حضرت علامہ موصوف نے مفترض کی بے سند تیس غلط بیانیوں کی نشان دہی اپنے تبصرہ میں کی ہے۔

دوسری : حضرت علامہ موصوف کی کتاب ”حضرت مجدد اور ان کے ناقرین“ طبع اول دہلی ۱۹۴۶ء میں شاہ فتح محمد فتحیوری حیثیتی صاحب ”مناقب العارفین“ کے متعلق با وجود کلیت اتفاق نہ ہونے کے لکھتے ہیں :

”شاہ فتح محمد... کا انداز تحریر بتا رہا ہے کہ وہ اپنے بیان میں سچے ہیں... چلتے چلاتے ایک چوتھے کے سہاریں وجد و سماع اگرچہ ان کی نظر میں فاسق ہیں لیکن ہم نے راہ انصاف نہیں چھوڑی اور ظن تو المونین خیرؑ کو بھی نہ بھوٹے۔“ (حضرت مجدد ص ۱۲)

اسی طرح دارالشکوہ صاحب ”سفينة الاولیاء“ تحریرت اللہ کے اکثر غلط خیالات سے حضرت علامہ موصوف کو دیگر علمائے حق کی طرح اتفاق نہیں جو شاہزادے نے اپنی اور کتابوں میں ظاہر کئے ہیں مگر اُس نے سفينة الاولیاء میں حضرت مجدد کے متعلق جو کچھ لکھا ہے ازوہ انصاف اسکی شہادت کو معتبر قرار دیا ہے۔

”اوآخر حال میں آپ پر بعض لوگوں نے تہمت لگائی کہ وہ اپنے ہر تربہ کو خلافی راشدین کے تربہ سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ بات غالباً افتراء ہے۔“ (حضرت مجدد ص ۱۲) بحوالہ سفينة الاولیاء طبع دہلی ۱۹۴۷ء

کیونکہ مذکورہ بیان کی تصدیق حضرت علامہ موصوف نے دوسری کتابوں سے بھی کریں ہے ”مثلاً کتاب“ انوارِ حمدیہ اور ہدیۃ مجددیۃ فارسی میں اور ”الکلام المنجی بر رذای رادات البزنخی“ وغیرہ۔ ہذا یہاں یہ کہنا اعلیٰ تشکیل کا بے معنی ہو گا کہ حضرت علامہ موصوف نے صرف اپنے موقف کی حمایت میں ایک ناپسندیدہ شخص کا حوالہ تحریر فرمایا۔

حضرت علامہ موصوف کی شہادت حق بے تعقیبی اور غیر جانبداری کے امتحان کا ایک اذک مر جاریہ ہے کہ آپ کا نسلی تعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ اور ان کے ہم صدر شیخ عبدالحق صاحب محدث علیہ الرحمہ نے شیخ سرہندی پر غلط وجہ سے اعتراضات کئے ہیں جن کو لوگوں نے اپنی غلط خواہش اور شر انگریز مقاصد کے لئے کافی استعمال بھی کیا ہے۔ خود حضرت شیخ کے اعتراضات حضرت مجدد پر بعض جگہ بہتر ہی نامناسب الفاظ میں بیان ہو گئے ہیں۔ ان سب باتوں کے باوجود شیخ عبدالحق صاحب کے متعلق کس حسن ظن اور زگاہ انساف سے کام لیتے ہوئے تحریر فرمائے ہیں ملاحظہ ہو:-

”اندر میں احوال (یعنی حضرت علامہ موصوف جن مقدمات پر اور پر گفتگو کر چکے ہیں اُن کے سیاق میں) اگر جناب شیخ دوسرے نیم لاکی طرح آپ کو (حضرت مجدد کو) کافر اور واجب القتل قرار دے دیتے تو کوئی بڑی بات نہ تھی لیکن آپ کا، تقار، آپ کا اولین ایت پر دردگار سے ارتباٹ اور آپ کا علم آپ کے کام آیا اور راشد تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہوا آپ نے تکفیر نہیں کی بلکہ ذجوں توزیع کے مدد میں معاملے کو دائر رکھا۔“ (حضرت مجدد ص ۱۵۱)

اب ہم حضرت علامہ موصوف کے تحکم و فیصلہ کے سلسلہ میں آپ کے کا تحقیق کا وہ عظیم الشان پہلو پیش کر رہے ہیں جس سے دور حاضر کے غیر ذمہ دار اور بے احتیاط محققین کی شان تحقیق کا پروردہ فاش ہوتا ہے۔ دور حاضر کے مشہور اہل قلم خلیق نظامی صاحب کی کتاب ”حیات شیخ عبدالحق“ طبع ۱۹۶۷ء ص ۱۳۲ سے ۱۴۰۰ھ تک میں صلا ایک پرانی بحث کو جو صدیوں سے چل آرہی ہے موجودہ دور میں معرکہ الاراء انتکاف راز یا تحقیق انسق کے طور پر ص ۱۳۲ سے ص ۱۳۳ تک معرض بحث و ثبوت میں لایا گیا ہے۔ سب سے پہلے تحقیق سے صرف نظر اور محنت و تلاش کی کوتا ہی کے متعلق ملاحظہ ہو حضرت علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ:-

”حیات عبدالحق میں پیش کردہ جناب شیخ محدث کے طبیں مکتب میں ایک ہی فقرہ کو دو طرح نقل کیا گیا ہے ص ۱۳۲ پر (دو ہم ہزار پیس رواؤ) اور ص ۱۳۳ پر یوں تحریر ہے (ہمسرہ ادیم) اور مکتوبات مجدد طبع احمدی دہلي ۱۹۶۷ء اور نوکشور کے مکتوبات مجدد مطبوعہ ۱۹۶۷ء میں (دو ہم ہمپرہ پیس نزداو) اور مکتوبات مجدد مطبوعہ نور احمد پر دری طبع ۱۹۶۷ء میں (دو ہم ہمپرہ پیس رواؤ) ہے اور (خود علامہ موصوف اپنی ذاتی لائبریری کے فنхиں سے مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قلمی نسخہ محرہ ۱۹۶۷ء دوسرانسخہ محرہ انداز اب اس صدی بھری

تیسرا نسخہ محررہ من ۱۲۸۰ھ تکمیل محمد بن حبیش نادان۔ تینوں میں وضاحت کے ساتھ (وہم پڑھ لپیز
رواد) لکھا ہوا ہے بمعنی سمجھنے پہنچنے والا خادم ॥ (حضرت مجدد حاشیہ ص ۱۵)

حضرت علامہ موصوف نے جناب شیخ عبدالحق کے معرض بحث والے مکتوب میں حضرت مجدد کے خلاف اغلاطِ کتابت، غلط بیانی زبانی، غلطی تعبیر اصطلاحات اور بعض تحریریں کے متعلق بطور حکم ثبوت کے حضرت مجدد کا وہ مکتوب جس میں مذکورہ تمام پول کھل جاتے ہیں مکتباتِ شریف فتوحہ مکتبہ ۸
کے حوالہ سے ہمل فارسی عبارت کو صحیح اردو ترجمہ کے تحریر فرمایا ہے اور پھر اپنا بتصرہ لکھا ہے۔ عمل تحقیق کے اس طریقہ کار کی معقولیت اہمیت اور افادیت کی قدر وہی لوگ کر سکتے ہیں جو علم کا منبع ذوق تحقیق کا نکھرا نہ رکھا اور حقیقت کی بازیابی میں غیر مستعین اور غلط خواہشات جذبات کے صاف دل ہو۔
بے تعصیٰ غیر جانبداری اور انصاف ایک مستقل قدر اخلاصی ہے جو تحقیق (RESEARCH) تکمیل
(JUDGEMENT) اور اظہارِ خیال (EXPRESSION) یعنی شان تقریر و تحریر سب کو حاوی ہے۔
مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ موجودہ تہذیب کے پروردہ اکثر لوگوں میں جہاں ساری قدریں بے معنی اور غیر مستعین
بتائی جاتی ہیں وہیں اُن کو صرف اپنے حق میں معقول پیدا اشی اور قابل مطالعہ سمجھتے ہیں جو انہیں قلم کی
عدالت سے ملتا چاہیے۔ دراً کنخا لیکہ وہ خود یہی پیدا اشی حق دوسروں کو دینے کے روادار نہیں۔ چنانچہ مشتبہ
از خروارے ملاحظہ ہو۔

ڈاکٹر سید اطہر عباس رضوی کا سند ڈی. لٹ (D.LIT) کے لئے ایک منظور شدہ مقالہ ہے جس کا موضوع ہے: MUSLIM REVIVALIST MOVEMENT IN NORTHERN INDIA (IN THE SIXTEENTH AND SEVENTEENTH CENTURIES) یعنی "سولہویں اور سترہویں صدی میں ہند میں مسلمانوں کی نشأۃ ثانیہ کی تحریکیں"۔ موجودہ ہندوستان میں قومی ایکتا کو تقویت پہنچانے میں اس بھاری بھر کم نام کی کتاب نے ایک اہم کردار ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر خاص نگاہ کرم حضرت مجدد الف ثانی کی شخصیت پر ہے اور دیگر تحقیقی جواہر پاروں کے علاوہ حسب ذیل مہذب الفاظ و فقرات سے کتاب کی زینت کو دو بالا کرتے ہوئے اپنے بلند خلافی اقدار کا نمونہ پیش کیا۔
۱۔ موجودہ دور کے فضلاں نے اُن کو ایک خرافاتی شخصیت بنادیا ہے ॥ (اطہر م ۱۵) محوال حضرت مجدد
۲۔ "شیعوں کے سیاسی اقتدار کی وجہ سے ان میں پسپائی اور حسد کا جذبہ پیدا ہوا جس سے شیعوں سے

اُن کو نفرت پیدا ہو گئی اور انہوں نے اپنی زندگی کا آغاز ایک علیحدہ رسالہ "رَدْ رَا فِضْن" لکھ کر کیا جس میں شیعوں کے اعتقادات کو رد کیا ہے۔ (اطہر ص ۲۵ محوال حضرت مجدد ص ۱۶)

۳۔ "ان میں ایک ہمومنی کی قربیع المشربی اور صوفیانہ روشن سے نیادہ ایک ملائی تنگ نظری تھی" (اطہر ص ۲۳)

۴۔ "مجدود کے خلفاء اپنے پاس ایک متعقب ملائی زہر کے علاوہ کچھ دو رکھتے تھے" (اطہر ص ۳۷ محوال مجدد ص ۱۶)

۵۔ "۱۹۴۸ء میں شیخ معصوم کی وفات کے بعد مجدد کی رہی سہی عزت ختم ہو گئی۔ مجدد کے پوتے تو انتشار اور اخلاقی بدحالی کے پلیگ میں بدلار ہے" (اطہر ص ۳۶ محوال حضرت مجدد ص ۱۶)

۶۔ ڈاکٹر اطہر صاحب کی شرمندہ ثبوت تحقیقات کی تہذیبی اور منصفانہ داد حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے خاص عقیدت مسندوں کے متعلق بھی دی گئی ہے۔ مثلاً :-

"شیخ فرید بخاری مرتضی خاں گورنر گجرات مجدد کے فتویٰ کا مست تھے" (اطہر ص ۲۱ مجدد ص ۱۶)

شراہی تھے (اطہر ص ۲۷ محوال حضرت مجدد ص ۱۶)۔ ظالم انتقام پسند اور نالائق تھے (اطہر ص ۲۶ مجدد ص ۱۶)

اسی طرح بعض بزرگان دین میں سے کسی کو "بد اخلاق" (ص ۱) بدنیزگار (ص ۱) زنا کا مجرم (ص ۲۷ محوال مجدد) "گردانا" ہے۔ یہ ہیں وہ اعلیٰ صفات اُس صاحب قلم کی جس کی کتاب کی ترتیب میں ڈاکٹر نور الحسن صاحب صدر شعبہ

تاریخ علی گڑھ یونیورسٹی معاون و مشیر ہے ہیں اور پھر اس صحیفہ آسمانی کا پیش لفظ پروفیسر محمد جبیب صاحب
سابق اُستاد علی گڑھ یونیورسٹی کے حقائق تھاں قلم میں ہے۔ پروفیسر موصوف غالباً مذکورہ بالا بلند اور مستقل

اخلاقی اقدار کو ملاحظہ فرمانے کے بعد ڈاکٹر اطہر صاحب کو "مولانا عبد الحق صاحب مجدد" دہلوی سے نیادہ
بہتر مصنف اور محقق سمجھنے پر مجبور ہو گئے اور فاضل مقالات تھاں کو اپنے قول کی تصدیق میں الیروں،

ابوالی سینا، ابن عربی، شیخ نظام الدین اولیاء اور دارالاٹکوہ کے ہم پاہ بلکہ دو رہاضر میں ان سب سے غظیم
ترین سمجھنے پر تیار ہیں" (حضرت مجدد ص ۱۶ احوال معارف علم گڑھ تحت شذرات جنوری ۱۹۶۶ء)

ڈاکٹر اطہر اور پروفیسر جبیب صاحبان کے بعد ہی پروفیسر ایم۔ مجیب صاحب اپنے وقت کے

شیخ الجامعہ اسلامیہ دہلی بھی خاہیں تجدید حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر نظر نشانہ جمائے علم و
معرفت اور تحقیق و تہذیب کے لامتناہ خلاذیں میں پروفشا نی کر رہے ہیں۔ موصوف کی موقر کتاب

THE INDIAN MUSLIMS (دی انڈین مسلم) میں حضرت مجدد صاحب قدس سرہ سے

متعلق سردیشیں موارد ص ۲۳ سے ص ۲۶ تک پھیلا ہو ہے جو ان صفات کے حصہ ذیل کے اقتبات است

خاصہ کی چیز ہیں :-

”پہلا حصہ: شیخ احمد دہ صاحب میں جنہوں نے ... راسخ العقیدگی کے احیا کو باقاعدہ تحریک کا سائز انداز بخشتا۔ انہوں نے اپنی اصلاحی سرگرمیوں کا آغاز متعدد پھلٹ (رسائل) کی صورت میں کیا جن میں سے ایک رد روافض شیعی مسلم کی مخالفت میں لکھا ہے“
 (مجیب ص ۲۲۳ محوال حضرت مجدد ص ۱۸۳)

”دوسرا حصہ: ... جہاں گیر خود ہی اعمال و معتقدات کی تبلیغ کی جانب مائل تھا“
 (مجیب ص ۲۲۴ محوال حضرت مجدد ص ۱۸۵)

”تیسرا حصہ: ... شیخ احمد کے اثر و نفوذ کو اس وقت بڑا دھکا پہنچا جب ان کا وہ خط شائع ہوا جس میں انہوں نے اپنے پیر کو اپنا ایک روحاںی مکاشفہ بیان کیا جس میں اپنے آپ کو چاروں خلفاء سے برتر درجے میں دیکھا تھا۔“ (مجیب ص ۲۲۵ محوال حضرت مجدد ص ۱۸۶)
 ”چوتھا حصہ: ... شیخ احمد کے پاس نہ وہ مزاج تھا نہ نقطہ نگاہ جو صوفی کی شخصیت کی خصوصیت ہوتی ہے ...“ (محوال حضرت مجدد ص ۱۸۹)

”پانچواں حصہ: ... شریعت کے سلسلہ میں شیخ احمد کے ذہن میں ظواہر ہی تھے یعنی روزے نماز کی پابندیاں یا پھر وجودیوں پر غیظ و غضب شیعہ اور ہندو وجودیوں دونوں پر۔“
 (مجیب ص ۲۲۶ محوال حضرت مجدد ص ۱۹۰)

”چھٹا حصہ: ... ان کے خطوط میں جو امار کے نام ہیں روح کی وہ عظمت کبھی بھی نظر نہیں آتی جو ازاد علماء کا امتیاز بھی جاتی تھی ... با اوقات ان کی تعریف کے طائفے خواہ سے جانتے ہیں اور ہمیں یہ حساس ہونے لگتا ہے کہ شریعت کے لئے وہ جو کوشش کرتے تھے وہ دنیوی دلچسپی کے درجہ پر اتر آتی تھی۔“ (مجیب ص ۲۲۷ محوال حضرت مجدد ص ۱۹۱)

”ٹاتواں حصہ: ... ایک خط میں (جلد ۱ مکتب ۲۷) شیخ احمد نے وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہادت کا فرق بتایا ہے ... زیادہ غلط نہ ہو گا اگر ہم یہ بھیں کہ خط پڑھنے کے بعد شیخ فرید دیریک سر کو کھجاتے رہے ہوں گے۔“ (مجیب ص ۹۶۹ محوال حضرت مجدد ص ۱۹۲)

”تمے: ... ایک اور خط میں (جلد ۱ مکتب ۱۵) پھر وہی نصیحت دخواہم کی آدیزش ہے

جس میں شیخ فرید سے کہا گیا ہے کہ صرف اہل بیت ہی مسلمانوں کو غلط روایت کے چکر سے بچا سکتے ہیں۔ واضح رہے کہ شیخ فرید بخارا کے میتد تھے ॥ (محول حضرت مجدد ۱۹۵)

”آٹھواں حصہ:.... شیخ احمد نے اس امر کی شعوری کو شش کی کونصرن کو شریعت کی پاکری میں لے آئیں اور شریعت وہی جو کچھ ان کے تصور کے مطابق تھی ۔۔۔ پھر اذکار د وظائف ۔۔۔ پھر اس میں تعویذ نویسی بھی داخل ہوئی ۔۔۔ کسی کو بھی اس کا خیال نہ آیا کہ تعویذ یا تو ان پڑھو آدمی کے ساتھ ایک فریب کاری ہے یا پھر خدا کے ساتھ ایک چال ۔۔۔ دوسری طرف غیر سکھ بند صوفیا راگرچہ اب بھی ملتے ہیں لیکن وہ بھی پہلے کی امداد ایک ادنی ہوئے نظام کی جگہ بندیوں کے خلاف حُریتِ ذہنِ انسانی کے نمائندے نہ ہے ॥ (محول حضرت مجدد ۲۰۶)

یہ ہے شانِ تحریر موجودہ تہذیب کے ساتھ پرداختہ محققین کی قلم افشا尼وں کی کتحقیق، انصاف، غیر جانداری، عدم تشدد، رواداری اور بے تعقیبی کے بلند بانگ دعاوی میں اپنے نزدیک سیکڑوں صفحات سیاہ کرنے کے ساتھ ساتھ دامنِ شائستگی پر درشنائی بھی نہایت حُریتِ ذہن اور وسیع المشربی سے چھکتے جلتے ہیں اور اس کی پرواہ نہیں کہ کس شخصیت اور کس بھلے انس پر یہ چینیں ڈالی جا رہی ہیں۔

بطور تقابل مطالعہ یہاں ہم سرمه حشم بصیرت کے طور پر حضرت علامہ موصوف کا صرف ایک جزوی تبصرہ پیش کر رہے ہیں جو پروفیسر صاحب کی تحریر کے حصہ اول کے ابتدائی جملے سے متعلق ہے تحریر فرماتے ہیں۔

پروفیسر صاحب نے آپ (حضرت مجدد الف ثانی) کا ذکر آپ کے نام (شیخ احمد) سے کیا ہے حالانکہ شہرت آپ کے خطاب سے ہے ۔۔۔ کیا پروفیسر صاحب کسی غیر مسلم نسبی رہنماء کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کر سکتے ہیں؟ کیا وہ عیساویوں کے سینٹ کے ساتھ سینٹ کا لفظ نہیں لکھیں گے یا سکھوں کے کسی گرد کے ساتھ لفظ گردنہیں لگائیں گے؟ لیے مواقع پر عقائد اور عدم اعتقاد کا سوال نہیں ہوتا۔ بلکہ تہذیب و شائستگی بھی ایک شے ہے جو کلما حاظ رکھنا چاہیے۔ (حضرت مجدد صفحہ ۳۸۳-۳۸۴)

رو گیا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے معاذین کی تصانیف اور مقالات کے متعلق اُن کے مبلغ علم معيارِ تحقیق، اصول، تبصرہ و تنقید، استعمال، اسناد و ترتیب، کتابیات کا کچھ اچھا اور ڈھول کا پول تفصیلی طور پر حضرت علامہ موصوف کی کتاب (حضرت مجدد اور اُن کے ناقدین) کے بالاستیعاب مطالعہ سے انہوں

من اشمس ہو سکتا ہے۔ اس مختصر میں زیادہ گنجائش نہیں۔

سوم: آپ کے سلسلہ تحریر میں اس وقت ایک آخری رسالہ جو مسئلہ سماع و غنا کے متعلق ہے اور درحقیقت وہ حضرت علامہ موصوف کی ایک ضخیم فارسی تصنیف کا ایک جزو ہے جو اور دو ترجمہ کی فکل میں زیر طبع ہے جحضرت علامہ موصوف کو اگرچہ مسلم طریقت میں سات مسلسلوں سے اجازت و خلافت حاصل ہے مگر بطور خصوصی آپ نقشبندی مجددی ہیں۔ اور نقشبندیوں کے بارے میں عام خیال یہ ہے کہ وہ لوگ سماع و غنا کے خلاف ہوتے ہیں۔ حالانکہ نقشبندی بزرگوں کا عمل اس بات میں حضرت خواجہ نقشبند بخاری قدس سرہ کے اس قول پر ہے کہ نہ ایں کارمی کشم و نہ انکارمی کشم۔ یعنی میں نہ یہ کرتا ہوں اور نہ ہی اسکی انکاری ہوں۔ متذکرہ بالا رسالہ میں حضرت علامہ موصوف نے تقابلی مطالعہ کے طور پر پہلے صاف سے ملا تک منفی دلائل جو حرمت سماع و مزامیر کے بارے میں عموماً پیش کئے جاتے رہے ہیں اُن میں آپ نے سات آیات قرآنی نقل کی ہیں جن کی تفسیر میں حضرت ابن عباس و مجاہد و ابن سعید کے اقوال کو خاص کر ذکر کیا گیا ہے اور پھر فتحی ہی میں اٹھائیں احادیث جو حامیانِ حرمت نے نقل کی ہیں وہ پیش کر دی ہیں۔

بعدہ ص ۱۲ سے ص ۳۴ تک ان سب پر علماء و ائمہ کے اقوال و داقعات اور جریں نقل کی ہیں جو اثبات و اباحت سے متعلق ہیں۔ اور بھر ص ۲ سے ص ۳۴ تک مولانا عبد الغنی نابلسی مشقی حنفی کی کتاب الدلالات فی سماع الآلات سے طویل عربی اقتباسات مع مختصر ارد و خلاصہ کے تحریر فرمائے ہیں اور سبے آخر میں ص ۳۴ تک حضرت قاضی ثنا راشی پانی پتی رحمان شد کا سلسلہ ہذا پر ایک طویل جوابی مکتوب بطور قول فیصل کے نقل کر کے مسک الخاتم یوں فرمایا ہے کہ ”ناجائز نے علمائے اعلام کا لام نقل“ رہ دیا ہے ان حضرات نے جو کچھ تحریر فرمایا ہمارے لئے جوت ہے ”بہر حال داخلی شہادتوں کے ضمن میں اوپر جو کچھ بھی پیش کیا گیا ہے اس سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت علامہ موصوف کی تحریرات تخلیق، تحقیق اور تبصرہ یا تنقید کے فتن میعاد اور اسلامی اصولوں کے مطابق عمل میں آئی ہیں۔

اس کی مزید توثیق ان خارجی شہادتوں سے ہوتی ہے جو موصوف کی متعدد تصانیف و مقالات پر ملک کے مقتدر علمائے گرام ہر مکتب فکر کے غیر متعصب و انصاف پسند دانشوروں نے بشکل تعارف و تبصرہ انہمار فرمایا ہے۔ داخلی شہادتوں کے ساتھ ساتھ خارجی شہادات کی پیش کش سے فتح حقیقت کی ایک مرتب و مردوج طریقہ کارکی یا بندی ہی نہیں مقصود ہے بلکہ اس لے بھی اہم ہے کہ ہر دو قسم کی شہادتوں کے بالترتیب مطالعہ سے یہ حقیقت کھل کر ملائی آجائے کہ ان قدر داں اہل علم کی موقرائیں اور ان کے رشحات قلم نام نہاد تو قریظیں نہیں ہیں بلکہ امر واقعہ کا پیر مفرغ اور ٹھوں اعتراف ہے جو خالص علمی چیز ہے۔ ان کی قلم کاریوں کے سدا بہار اور

پتھے پھولوں کی خوشی پنی کا ماحصل درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

د۔ خارجی شہادت: اب تبصرہ مولانا سید احمد صاحب اکبر آبادی بر کتاب "مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان" طبع ۱۹۸۵ء کو بیچنے والے پر موصوف کے نام جوابی مکتبہ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۸۵ء میں لکھتے ہیں (نقل از مقامات خیر طبع آفسٹ ۱۹۸۹ء ص ۴۲۳)

"کتاب مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان" پہنچی شکر ہے۔ جب اس کو پڑھنا شروع کیا تو جب تک ختم نہیں کر لیا اسے ہاتھ سے نہیں رکھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر حوصل عطا فرمائے۔ آپ نے احراقِ حق میں کوئی دقیقہ فروگز اشت نہیں کیا اور جو کچھ لکھا ہے نہایت سنجیدگی اور اعتدال و توازن کے ساتھ جو آپ کی سرشنست اور خصلتِ طبیعی ہے۔ مدلل اور مہربان لکھا ہے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا ہے...."

۲۔ مولانا قاضی سجاد حسین صاحب سابق صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحوری دہلی کا تبصرہ بـ"مقامات خیر طبع آفسٹ ۱۹۸۹ء" اُس بات کے انہمار میں کوئی مقصائقہ نہیں کہ اس کتاب کو میں نے مکرر سکر پڑھا اور ہر بار ان بزرگوں کے تذکرے سے ایک خاص لذت اور خاص قلبی سکون و سرور محسوس کیا۔....

... مجترم مصنف نے ان میں سے ہر ایک بزرگ کے احوال اور سوانح حیات انتہائی دیدہ ریزی اور بسحوک ساتھ متندرج کتابوں سے اس قدر جمع کر دیئے ہیں کہ اس کتاب کو ان بزرگوں کے احوال میں دائرة المعارف کہا جاسکتا۔ ۳۔ مولانا عبدالماجد دریابادی نے صدق جدید لکھنؤ کی جلد ۲۶ نمبر ۲۶ یوم جمادی ۲۴، جمادی الاول ۱۹۹۶ء ص مرطابی ۸ ہر سی ۱۹۶۶ء کے پرچ کے صفحو چار کالم دو میں لکھا ہے۔

ابن تیمیہ کی شخصیت معرکہ الارادہ ہوئی ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک وہ محقق اور فاضل ہیں اور دوسرے گروہ کے نزدیک تشدید اور تقدیف کا مجموعہ ایک سلسلہ ہوئے اہل قلم نے ان کے متعلق بڑا توازن تبصرہ کیا ہے اور ابن تیمیہ کی اصل عبارتوں کا ترجیح بھی دے دیا ہے اور جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے معاصرین کو کن اسباب سے غلط فہمی ہوئی۔ کتاب ابن تیمیہ کے موافقین و مخالفین دونوں کے پڑھنے کے قابل ہے اور مصنف نے اس سلسلہ میں ایک بڑا حام کر دیا ہے۔

۴۔ ڈاکٹر عبدالستار خاں سابق صدر شعبہ عربی جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن حضرت علام موصوف کی کتاب "علام ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء" کے تعارف و تشرک کے زیر عنوان لکھتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب مظلہ کے قلمی افادات کا آغاز مصر سے واپسی کے بعد ہوا اور ہر تحریر میں اپنے ذہن کی اپنی فہم و فراست کی بلندی مطالعہ کی وسعت نظر کے عمق اور قوتِ اجتہاد

کے پامدار نقوش چھوڑے ہیں۔ اور یہ بھی لکھتے ہیں۔ الحمد للہ اس بات کا پورا اطمینان ہے کہ اس موضوع پر یہ ایک اچھی مستند معلومات افراد اور فیصلہ کن کتاب پہلی بار ظاہر ہو رہی ہے۔

۵۔ مفتی عقیق الرحمن صاحب عثمانی یا تی ندوۃ علمیۃ مصنفوں دہلی نے کتاب وحدۃ الوجود و شہود الحق میں موجود کے اردو ترجمہ اور تحسیش کے متعلق "تعارف" کے زیر عنوان لکھا ہے۔

"حضرت مولانا شاہ زید ابوالحسن سجادہ نشین خانقاہ حضرت مزاج مظہر جان جاناں معروف ترگاہ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ ہما سجادہ نشین ہونے کے باوجود اعلیٰ درجہ کا علمی ذوق رکھتے ہیں اور اپنے وقت کا بڑا حصہ مطالعہ و تحقیق میں صرف کرتے ہیں... مولانا نے بکمال ہمت مجدد صاحب کے مکتبات کے وہ تمام ضروری حصے چھان کر کوہ دیئے جن میں وحدۃ شہود کے مسئلہ پر کلام کیا گیا ہے۔ اس طرح موصوف کی کاوش اور عرق ریزی کی بدولت زیرِ نظر مجموعہ میں دونوں نقاشوں کا عطر مع اصل کتاب کے آگیا ہے" (کتاب وحدۃ الوجود طبع اول دہلی ۱۹۷۱ء صفحہ ۳۹۱-۳۹۲)

اور جناب مفتی صاحب نے مسئلہ ضبط ولادت میں تحریر فرمایا ہے۔

"ہمارے شہر کے مشہور گوئٹشین بزرگ اور خانقاہ حضرت مزاج مظہر رحمۃ اللہ علیہ معروف بر درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا الحاج شاہ ابوالحسن زید صاحب دام ظلہم نے اس ضرورت کو محسوس فرمایا اور مسئلہ کے ایک ایک گوشہ پر غور کیا جیسا کہ موصوف نے اپنی تحریر کی ابتداء میں فرمایا ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ اس نازک مرحلہ اس اہم مسئلہ کی شرعی اور فقہی حیثیت واضح ہو جلتے... پوری تحریر میں عالمائی شان جھلک رہی ہے جس میں اعتدال نکار و نظر کا بہترین نمونہ پیش کیا گیا ہے"

۶۔ مولانا محمد میاں صاحب شیخ الحدیث نے آپ کی کتاب مسئلہ ضبط ولادت کے متعلق تحریر کیا ہے۔

"تام پہلو طشت از بام کردیے ہیں۔ جزاهم اللہ خیر۔ (مسئلہ ضبط ولادت طبع ثانی ص ۹۹)

۷۔ مفتی محمدی حسن صاحب شاہ جہاں پوری بابت کتاب "مسئلہ ضبط ولادت" تحریر فرماتے ہیں۔

"بے شک آپ نے مصری مکتب خیال کے زیرِ اثر کافی کاوش اور دیاغ سوزی سے کام لیا ہے۔ آیات قرآنی اور فقہی عبارتوں سے مسئلہ کے ہر پہلو پر بحث کی ہے جو قابلِ داد و حسین ہے" (صفحہ ۱۰۹)

۸۔ پروفیسر مسعود حسین خاں و اس چالسلی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کی تقریر حیثیت صدر جلسہ منعقدہ ہارج ۱۹۹۵ء ص ۱۳۹۵

بمقام ادارہ مذکورہ بالا حضرت علامہ موصوف کے ایک علمی مقالہ پر۔

"محبہ بڑی خوشی ہے کہ آج ایک عرصہ کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ کی فضائیں اس درجہ محققانہ اور

فاضلہ مقالہ پڑھا گیا" (رویداد جلسہ "برہان" دہلی بابتہ اپریل ۱۹۲۵ء زیر عنوان "نظارات")

(نوٹ) خارجی شہادتوں کے سلسلہ میں ایک پڑائی بات یاد آئی جو کئی بارہی اور پڑھی بھی مناسب ہے کہ اس موقع پر اس کی ذرا دضاحت کر دی جائے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت علام موصوف کے لئے کبھی کبھی اس قسم کا فقرہ استعمال کیا جاتا ہے کہ آپ ازہری ہیں یا آپ کا انداز مصری علماء کا ہے وغیرہ جن طن کی پنا پر اس کا اچھا مفہوم کو صرف امرداد فقہ کا انہمار ہے لیکن ہم نے محسوس کیا ہے کہ کسی دفعہ اس میں طنز یا استخفاف کا پہلو بھی جملکتا ہے اس لئے یہاں خود حضرت علام موصوف کا ایک اقتباس مصری علماء کے متعلق پیش کئے دیتا ہوں جس سے غلط فہمی کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

"عاجز مصر گیا۔ وہاں کے علماء کو اہل ہند اچھی نظر سے نہیں دیکھتے... عاجز نے وہاں کے علماء کو لخلختا۔

فاضلہ سے متصف پایا۔ عقائد میں راسخ القدم ہیں۔ علماء کا احترام کرتے ہیں کسی کی غیبت نہیں

کرتے کسی کی بُرائی نہیں کرتے۔ بیشک وہاں کے علماء کا مسلک مسئلہ الحجۃ (دراڑھی) میں مالکیہ کے

قول پر ہے... مسائل کے بیان کرنے میں محتاط ہیں مسئلے میں پوری تحقیق کرتے ہیں پہلے علماء

کے اقوال کو ذکر کرتے ہیں پھر اپنی رائے کا انہمار کرتے ہیں کسی کا استخفاف نہیں کرتے البتہ علمی

پیرایہ سے اس کی غلطی کا انہمار کرتے ہیں" (مقاماتِ خیر آفت ۱۹۸۹ء حصہ ۱)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ علماء مصر کا انداز قطعاً علمی ہے اور اسلامی اصولوں کے مطابق ہے نیز لائق پیر دی بھی۔

ہر۔ خاتم کلام : حضرت علام موصوف دام فیوضہ کی تحریرات پر اگرچہ کچھ لکھنا مجھے کم علم قليل العقل کے لئے گویا سونج کو جراغ دکھانے کے اس معنی کر مترا دف ہے کہ ایک عظیم شخصیت کافی تعارف ایک بے بضماعت گمنام شخص کر لے بلکہ میں تو آپ کے واسطے "بطور کچھ عرض کرنے" کو ایک طرح سے گستاخی تصور کرتا ہوں کیونکہ آپ کی ذات مجمع صفات اس قسم کے تعارف سے بلند بے نیاز ہے اسی لئے اس موضوع پر قلم اٹھانے سے کئی بار چاچا کر رہ گیا۔

لیکن اپناؤنی حضرت علام موصوف کے جس کامل و محکم تعارف کا حقدار سمجھتا تھا اس کے خدید تقاضوں

نے بالآخر جرأت قلم پر آمادہ کر کے ہی چھوڑا۔ آپ کی عظمت بحیثیت ایک نابغۃ العصر عالم قاری صاحب طریقت ادیب

محقق مصنف اور متقدی صاحب قلم کے اس کا عین تقاضا یا بھی تھا کہ خالص علمی انداز پر تعارف تبصرہ مرتب کیا جائے۔

ہذا آپ کی شخصیت اور کارناموں کو فن تحریر کے اسلامی اصولوں کی روشنی میں باقاعدہ داخلی خارجی شہادتوں کے

ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس اہم ذمہ داری سے میں کتنا عہد براہم کا ہو سکا ہوں اس کے لئے تو صرف یہ

عرض کر سکتا ہوں کہ من آئم کہ من داخم" رہا قارئین کرام کا تاثر کروہ کیا رائے قائم کریں اللہ ہبہ جانے۔ ہاں ان کی

نیک رائے میرے لئے محض عزت افرادی ہو گی اور میں ان کی جزا رخیر کار دعا گو ضرور ہوں گا۔ ان خواہ اللہ۔ و آخر

دَخْوَانَانِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَعَلَىٰ نَبِيِّنَا سَيِّدِ النَّبِيِّينَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ مَعَ الْمُحْلِفِينَ

— وَعَلَىٰ أَهْلِهِ وَأَرْوَاحِهِ وَذَرِيَّاتِهِ وَاصْحَابِهِ اجْمَعِينَ۔

ابتداء

ابو الحسن زید فاروقی عرض کرتا ہے کہ عاجز کے جدراً مجد اعلیٰ حضرت شاہ احمد سعید کے چھوٹے بھائی حضرت شاہ عبد الغنی محدث دارالہجرۃ النبویۃ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ سے آپ کے مریداں پک باطن ابو عثمان محمد میر نے فارسی میں اسی مسائل دریافت کئے اور آپ نے فارسی میں جوابات تحریر کئے۔ یہ سوالات اور جوابات ”شفا رالسائل فی اجوبة المسائل“ کے نام سے ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۸ء مطبع دارالسلام میں چھپے، اس کے ایک نسخہ پر محسن نام کسی مولوی نے فارسی میں حواشی لکھے ہیں۔ یہ نسخہ جناب قاضی عطاء اللہ پانی پتی کے پاس تھا۔ آپ حضرت قاضی ثنا راللہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ نے یہ نسخہ ۱۹۳۵ھ / ۱۸۷۸ء میں عاجز کو دیا۔ عاجز نے محسن بدباطن کی ردود قدر کے جواب میں ضمیم کتاب ”القول السنی فی الدلایل عَنِ الشیعَةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ“ (جزی الحجۃ ۱۳۶۳ھ / ۱۸۸۶ء) میں تحریر کی، عاجز نے گیا وہ شعروں کا تاریخی قطعہ کہا ہے۔ پہلا اور آخری شعر اس طرح ہے۔

زید چون تالیف را انجام داد شکر از دل وز زبان تکسیر کرد
وز برائے سال تالیف شیخ چنیں گفت ”القول السنی تحریر کرد“ سن ۱۳۶۳ھ
عاجز نے ہر مسئلہ کو ایک فصل فرار دیا ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ کتاب کامل ہے لیکن وہ درحقیقت ایک مسودہ ہے اور عاجز اوقات فراغ میں اس کو نقل کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ کتاب ”سوانح بیہائی امام عنظم ابوحنیف“ کی تالیف کے بعد القول السنی کے مبیضہ میں معروف ہو گیا۔ عاجز نے اس کتاب میں بعض مسائل کو مختصر رسالہ کے طور پر تحریر کیا ہے۔ چنانچہ فصل پینتالیس میں غذار سماع کے بیان میں مختصر رسالہ ”صَرِیْرُ الْبَرَاعِ لِلْأَرْتِشَافِ مِنْ مُحَمَّدَ السَّمَاعِ“ لکھا ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ عاجز اس رسالہ کو لکھ رہا تھا کہ لو حبیم ابوالنصر انس نے اس کو دیکھا اور انہوں نے اس کا ذکر اپنے استاد فارسی جناب مولانا قاضی سجاد حسین سے کیا اور قاضی صاحب کی فرمائش پر یہ رسالہ ان کو دکھایا۔ قاضی صاحب نے رسالہ کے حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے۔

سماع کے مسئلہ پر محققانہ تحریر ہے۔ سجاد حسین، ۱۷ نومبر ۱۹۹۰ء۔

سماع کے مسئلہ پر محققانہ تحریر ہے کھل ۱۷۹.

اور دو تین دن کے بعد آپ کی آمد ہوئی اور آپ نے عاجز نے کہا اس رسالہ کو چھپوا دو۔ عاجز نے کہا اب اردو پڑھنے والے دستیاب نہیں ہوتے، اس فارسی اور عربی رسالہ کو کون پڑھے گا۔ آپ نے کہا۔ اس کا ترجیح کر دو۔ رسالہ کا نام بھی قاضی صاحب کو پسند آیا۔ آپ کی بات کا اثر ہوا اور عاجز رسالہ کا ترجیح کرنے میں مصروف ہوا۔ ۲۱ دسمبر کو عاجز قاضی صاحب سے ملنے ان کے گھر گیا۔ آپ نے رسالہ کے ترجیح کے متعلق دریافت کیا۔ عاجز نے کہا ایک دو دن کا کام باقی ہے۔ فرمایا آپ مجھ کو پھر لکھاویں۔ افسوس صد افسوس کہ دکھانے کی نوبت نہ آئی اور جناب قاضی صاحب نے صدائے یا آیتہا النفس المطمئنة ارجعیٰ إلى رَبِّكَ رَأَيْتَ مَرْضِيَّةً مُّسْنِيَّةً اور دو شبہ ۵ جمادی الآخرہ ۱۴۳۷ھ ۲۲ دسمبر ۱۹۹۶ء کو ظہر کے بعد خبر ملی کہ آپ اچانک رحلت کر گئے۔ اَتَى اللَّهُ وَلَذَا إِلَيْهِ رَأْجُونَ۔ عاجز نوراً آپ کی قیام گاہ گیا اور آپ کے جماں خاکی پر بہ صد سوز و درد سلام مسنون پیش کیا اور دوسرے دن صبح فوج بے دہلی کالج (عربک ہائی اسکول) میں نماز جنازہ پڑھائی پھر حوض رانی کے قبرستان میں ساڑھے بارہ بجے آپ کی تدبیین میں شرکیک ہوا۔ اتفاق سے تدبیین کے دوران آپ کی قبر کی محاذات میں ابر کا ایک ٹکڑا نظر آیا۔ سورج کی کرز سے ابر کا کچھ حصہ چک رہا تھا اس منظر کا اثر ہوا اور درج ذیل تاریخی قطعہ نظم ہوا۔

زہے مرد مبارک روزگارے ک مرد سجاد قاضی نامدارے
چہا پاکیزہ تاریخ وفاتش سخنود ابر رحمت بر مزارے سالہ ۱۴۳۷ھ

اب یہ عاجز جناب قاضی صاحب کی خوشی کی تکمیل کر رہا ہے۔ اس عرصہ میں کتاب "امام عظیم ابوحنیفہ کی سوانح" سالہ ۱۴۳۷ھ کی تصحیح کے سلسلہ میں عاجز کا جانا بہراج کا ہوا دہاں برادر طریقت مولانا محمد نعیم اللہ خاں صاحب خیالی نے یہ رسالہ دیکھا اور رسالہ کا تاریخی عرفی نام "غنا و سایع اصفیاء" سالہ ۱۴۳۷ھ تجویز کیا۔ اور میلادی تاریخ تحقیق مسئلہ سایع اغذیہ ۱۹۹۱ء سے نکالی۔ عاجز پہلے تاریخی ماذہ سے اس رسالہ کا عرفی نام رکھتا ہے۔ بَحَمْمَ اللَّهُ لَنَا بِالْحَسْنَى هُوَ مُؤْلَاتَنَا نَعْمَ الْمَوْلَى وَنَعْمَ التَّصِيرُ وَالضَّلُّوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَلِهٖ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

دو شبہ - ۲۰ شوال سالہ ۱۴۳۷ھ



سُبْحَانَ اللَّهِ وَسُلَمْ بِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ فِي كُلِّ حَيْثِنَا وَأَنِّي وَلِصَلَادَةٍ وَالسَّلَامُ عَلَى حَمْدِهِ مَسِيْدِنَا
مُحَمَّدٌ وَعَلَى آئِلِهِ وَصَحْبِهِ الطَّاهِرِينَ الطَّيِّبِينَ وَبَعْدُ.

بندہ عاجز ابوالحسن زید فاروقی مجددی عرض کرتا ہے۔ سماع کے مسئلہ میں ائمۃ اعلام نے تفصیل کے ساتھ اپنی تالیفات میں لکھا ہے۔ اس وقت عاجز کے سامنے پانچ مستند کتابیں ہیں۔

(۱) جمۃ الاسلام امام محمد بن محمد بن محمد غزالی قدس سرہ کی احیاء علوم الدین مشہور و معروف کتاب ہے۔ امام غزالی کے متعلق علامہ اجل آشناوی نے لکھا ہے۔

هُوَ قُطْبُ الْوُجُودِ وَالْبَرَكَةُ الشَّاملَةُ لِكُلِّ مَوْجُودٍ، رُوحُ خَلاصَةِ أَهْلِ الْإِيمَانِ
وَالطَّرِيقِ الْمُوَصَّلَةُ إِلَى رِضَاءِ الرَّحْمَنِ يَتَقَرَّبُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِهِ كُلُّ صَدِيقٍ وَكَا
يَبغضهِ الْأَمْلَحُّ دُوَّرْ زَنْدِيْقَ.

آپ وجود کے قطب اور ہر موجود کی برکت کے شامل اور اہل ایمان کی روح کا خلاصہ ہیں، جس سے ہر صدیق اللہ کا تقرب حاصل کرتا ہے۔ آپ سے بغض محدث اور زندیق ہی کرتا ہے۔ اور لکھا ہے۔

الْغَزَالِيُّ إِمَامٌ مُّبَاشِرٌ بِالْقُدْرَةِ تَدْشِرُخُ الصُّدُورُ وَتَحْمِيَ النُّفُوسَ وَبِوَسِيمَهِ تَفْتَحُ الْمُحَابَرَ
وَتَهْدِيَ الطَّرْدَسَ وَسَمَاعَهُ تَخْشَعُ الْأَصْوَاتُ وَتَخْضَعُ الرُّؤْسَ.

غزالی ایسے امام ہیں جن کے نام کی برکت سے سینوں کو الشراح ہوتا ہے اور آپ کا ذکر لکھنے سے دواتوں کو فخر ہوتا ہے اور کاغذات جھومنے لگتے ہیں۔ اور آپ کے ذکر کو سُن کر آوازیں پست ہو جاتی ہیں اور سر صحک جاتے ہیں۔

حضرت امام غزالی کی وفات ۲۷ ربیع الاول ۵۰۹ھ میں ہوئی ہے۔

(۲) علامہ اجل شہاب الدین احمد بن عبد الوہاب فویزی کنڈی متوفی ۳۲۴ھ
نے اپنی تالیف قیم ”نهاية الأدب في فنون الأدب“ کی چوتھی جلد کے چھٹے باب میں غنا اور

سماع کا تفصیل سے بیان کیا ہے۔ محدثین کی تالیفات سے اُن تمام روایات کو نقل کیا ہے جن کا تعلق سماع و غنا سے ہے۔

(۳) علامہ روزگار قطب شام عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی بن اسماعیل بن احمد بن ابراهیم نابلسی دمشقی متول دستہ متوفی ۱۹۲ھ حنفی نقشبندی قادری نے رسائل ایضاً الحدایات فی سماع الالات میں تفصیل سے سماع اور غنا کے مسئلہ کو بیان کیا ہے۔ آپ علم و فضل و کمال میں نابغہ العصر تھے۔ آپ کی تالیف ”کشف النور عن اصحاب القبور“ کے نقل کرنے والے نے ”کشف النور“ کا ذکر کر کے آپ کی دو سولہ تالیفات کے نام لکھ کر لکھا ہے۔ ”وغير ذلك“ ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔ مصر میں ایک رفیق دراست نے عاجز سے کہا تھا کہ آپ کی چار سو کتابیں ہیں رحمہ اللہ۔

(۴) ایک مختصر رسالہ ”اباحت السماع والزماء“، مرشد محقق ابوالمواصب کا ہے جو ۱۲۶۸ھ میں چھپا ہے اور حضرت سیدی الوالد شاہ ابوالخیر عبدالرشد محبی الدین قدس سرہ ۱۲۶۶ھ میں اپنے ساتھ مکہ مکرمہ سے لائے، برکۃ اس رسالہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔

(۵) حضرت قاضی شمار اللہ پانی پتی عثمانی حنفی نقشبندی متول ۱۲۲۵ھ متوفی ۱۲۲۵ھ کا رسالہ ”حکم سرد و مزامیر و غنا“ ہے، جو کہ مولانا محمد سالار کے خط کا جواب ہے۔

عاجزان پاچ کتابوں سے مسئلہ غنا و سماع کا بیان کرتا ہے۔ علامہ اجل اسنوی نے جو مدرج حضرت ججۃ الاسلام امام غزالی کی ”وَبِسَمِهِ تَفْتَحُ الْحَابِرُ وَتَهْتَزُ الظُّرُوْسُ“ سے کی ہے اس نے عاجز پر اثر کیا اور عاجز نے اس رسالہ کا نام ”حَرِيْرُ الدِّرَاعِ لِلْأَرْتِشَافِ مِنْ حُمَيْرَةِ السَّمَاعِ“ رکھا یعنی سماع کی شراب چونے کے لئے قلم کی چرچڑا ہٹ۔

علامہ شہاب الدین احمد نویری کندی نے لکھا ہے۔ مسئلہ سماع اور آلات طرب جیسے بانسری، سارنگی، دف وغیرہ کے متعلق علماء کرام نے اختلاف کیا ہے۔ ایک جماعت نے آلات طرب سننے کو مباح قرار دیا ہے۔ علامہ نویری نے آلات طرب کے سننے کو حرام کہنے والوں کے اقوال کو پر کھا ہے۔ اس سلسلہ میں امام حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی مقدسی نے ایک کتاب لکھی ہے اور علامہ نویری نے اُن کے اقوال لکھے ہیں۔ عاجز اختصار

کے ساتھ اس کا بیان کرتا ہے۔

فرمایا ہے۔ سمجھو لو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عمدہ اور آسان نہیں دے کر تمام عالم کے لئے بھیجا ہے۔ وہ سورہ اعراف کی آیت ۱۵۱ میں فرماتا ہے۔ جو تابع ہوتے ہیں اُس رسول کے جو نبی ہے اُمّی، جس کو پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں بتاتا ہے اُن کو نیک کام اور منع کرتا ہے بڑے کام سے اور حلال کرتا ہے ان کے دامنے سب کچیزیں اور حرام کرتا ہے اُن پر زما پاک اور اُتا رتا ہے اُن سے بوجھہ اُن کے، اور پھانیاں جو اُن پر تھیں، سو جو اُن پر یقین لائے اور اُس کی رفاقت کی اور مدد کی اور تابع ہوئے اُس نور کے جو اس کے ساتھ آتا ہے وہی پہنچے مراد کو۔“

اللہ کے رسول حضرت محمد نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا پیام پہنچایا اور امامت ادا کی اور امت کو نصیحت کی اور راہ دکھانی اور احکام جاری کئے، کرنے کا حکم دیا اور نہ کرنے سے منع کیا، جس طرح پر کہ آپ کو حکم ہوا، لہذا آپ کے اور آپ کے خلفاء راشدین کے بعد جن کے اتباع کا اور ان کے طریقوں کی پیروی کا حکم آپ نے دیا ہے کسی کو جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کام کو جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے بغیر کسی دلیل کے جو کہ آیت محکم یا سنت یا ضیہ یا جماعت اُمت ہے، حرام کہے۔ جھوٹوں اور مجرودین کی روایتوں کی بنا پر یا قرآن مجید کی من مانی تاویلات کی بنا پر جن کی کوئی قدر نہیں ہے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ اُن افزاد کی تاویل مقبول ہوتی ہے جن کے قول کی تائید کلامِ الہی یا سنتِ نبوی یا جماعت اُمت سے ہوتی ہے۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی ہو تو پھر جس کا جodel چاہے بیان کرے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النجم کی آیت ۷۴ میں اور چار میں کہا ہے۔“ اور نہیں بولتا اپنی چام سے یہ تو حکم ہے جو پہنچتا ہے۔“

امام مقدسی اپنے وقت کے عالی قدر افراد میں سے ایک فرد جلیل ہیں۔ جوبات انہوں نے لکھی ہے سراسر درست ہے اب ہم کو دیکھنا یہ ہے کہ سماع اور آلات طرب کو حرام کہنے والوں کی دلیلیں کیا ہیں؟ اور امام مقدسی نے کس دلیل سے ان کے اقوال کا رد کیا ہے۔ ہم پہلے سماع اور آلات طرب کو حرام کہنے والوں کی دلیلوں کا بیان کرتے ہیں۔

حرام کہنے والوں کی دلیلیں کلام الٰہی سے

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُغَرِّضُونَ۔ کام نکال لے گئے ایمان والے جو اپنی نماز میں نوے ہیں اور جو نکتی بات پر دھیان نہیں کرتے (نماز میں نوے ہیں یعنی بہت عاجزی اور زاری سے پڑھتے ہیں) سورہ مومنون آیت ایک، دو، تین،

(۲) اور فرمایا ہے۔ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَذْلَهُمْ إِنْفَضُوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكُنْ قَائِمًا قُلْ مَا يَعْنِدَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ۔ اور جب دلکھیں سودا پکتا یا کچھ تماشا، کھنڈ جاویں اس کی طرف اور تجھے کو چھوڑ جاویں کھڑا، تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے بہتر ہے تماشہ سے اور سودے سے اور اللہ بہتر ہے روزی دینے والا۔ (سورہ جمعہ آیت ۱۱)

(۳) اور فرمایا ہے۔ وَإِذَا سَمِعُوا الْغُوَاءَ غَرَضُوا إِلَيْهِ۔ اور جب منکتی باتیں اس سے کنارہ پکڑیں۔ (سورہ قصص آیت ۵۵)

(۴) وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الرُّزُورَ وَإِذَا كَمْرُوا بِاللَّغْوِ مَرُوا كِرَاماً۔ اور جب ہنگلیں کھیل کی باتوں پر نکل جاویں بزرگی رکھ کر۔ (شعر آیت ۲)

(۵) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهُوا الْحَدِيثَ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ يَتَّخِذُ هَاهُزُوا أَوْ لِئَكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِمٌ۔ اور ایک لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاجلا دریں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور رکھرہ ایں اس کو ہنسی، وہ جو ہیں ان کو ذلت کی مار ہے۔ (سورہ لقمان آیت ۶)

(۶) اور فرمایا ہے۔ وَاسْتَفِرِرُ مِنْ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ يَصْنُوْتَكَ۔ اور گھبرا لے ان میں جس کو گھرا سکے اپنی آواز سے۔ (اسری آیت ۶۳)

(۷) أَفِيمُ هَذَا الْحَدِيثَ تَعْجِبُونَ وَتَضَحَّكُونَ وَأَنْتُمْ سَامِدُونَ۔ کیا تم اس بات سے اچینھا کرتے ہو اور سہستے ہو اور روئے نہیں اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو۔

(سورہ نجم آیت ۹ میں سے ۶۱ تک)

سماع اور غنا کے مانعین نے ان آیاتِ مبارکہ کے بیان میں حضرت ابن عباس اور بعض دوسرے صحابہ سے ایسی روایتیں نقل کی ہیں جن سے مانعت کا اثبات ہوتا ہے۔ انھوں نے بیان کیا ہے کہ ابن عباس نے فرمایا ہے کہ حمیر کی لغت میں تمام دون غنا کو کہتے ہیں اور یہی قول مجاهد سے نقل کیا ہے اور من یَشْتَرِیَ الْهُوَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یعنی کہ بیان میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ غنا ہے اور دوسرے قول میں ہے کہ وہ غنا اور اس سے مشابہ امور ہیں اور ابن سعود سے روایت کی ہے۔ وَاللّٰہُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْغِنَاءُ۔ یعنی قسم پر خدا وہ غنا ہے اور وَاسْتَفْرِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ کی تفسیر میں مجاهد سے منقول ہے۔ أَنَّهُ صَوْتُهُ الْغِنَاءُ وَالْمَرْأَةُ صَدِيرٌ۔ کہ یہ غنا اور مزامیر کی آوازیں ہیں اور مجاهد سے وَاللّٰہُ لَا يَشْهَدُ وَنَ الرُّؤْرُ کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ غنا ہے اور اس طرح کی اور روایتیں بیان کی ہیں۔

ان افراد نے سُنّت مبارکہ سے بھی استدلال کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا ہے۔ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَمَ الْقِيَّمَةَ وَبَيْعَهَا وَنَمْتَهَا وَتَعْلِيمَهَا وَالإِسْتِمَاعَ إِلَيْهَا۔ اور پھر آپ نے آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهُوَ الْحَمْدُ یعنی اللہ نے حرام کر دیا ہے گلنے والی لوندیوں کو اور ان کے فروخت کرنے کو اور ان کی قیمت کو اور ان کے تعلیم دینے کو اور ان کے گانے کے سنتے کو۔

(۲) حضرت ابو امامہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَا رَفَعَ أَحَدٌ صَوْتَهُ بِغِنَاءِ إِلَّا بَعْثَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ شَيْطَانًا عَلَى مُنْكَبَتِهِ يَضْرِبُهُ بِأَعْقَابِهِمَا عَلَى صَدْرِهِ حَتَّى يَمْسِكَ۔ یعنی جو بھی گانے کے لئے اپنی آواز اٹھاتا ہے (بلند کرتا ہے) اللہ عز وجل اس کی طرف دو شیطان بھیجاتا ہے جو اس کے موندھوں پر بیٹھ کر اس کے سینے کو اپنی ایڑھیوں سے مارتے ہیں جب تک کہ وہ خاموش ہو جائے۔

(۳) ابوالزبیر نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ كَانَ إِبْلِيسُ أَوَّلُ مَنْ نَاجَ وَأَوَّلُ مَنْ أَغْنَى۔ یعنی ابلیس نے ابتداءً فخر کیا اور گانا گا یا۔

(۴) بخاری نے ابو عامر اور ابوالملک اشعری سے روایت کی ہے۔ لَيَكُونَنَّ رَقَبَ

أَمْرَى أَقْوَامٍ يَسْتَحْلُونَ الْخَزَّ وَالْخَرِيرَ وَالْمَعَارِفَ۔ یعنی میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو لشمنی کپڑے اور آلات طرب کو حلال سمجھیں گے۔

(۵) ابو داؤد نے نافع کی روایت لکھی ہے کہ ابن عمر راستہ پر جا رہے تھے کہ انہوں نے بانسری کی آواز سنی، انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں رکھیں اور راستے سے آپ ہٹ گئے اور مجھ سے پوچھا اے نافع کیا آواز سن رہے ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے اپنے کانوں سے انگلیاں نکالیں اور کہا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے بانسری کی آواز سنی اور راسی طرح کیا۔

(۶) ابو امامہ باہمی نے کہا کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا يَجِدُ بَيْعَ الْمُغْنِيَاتِ وَلَا شِرَادُهُنَّ وَلَا يَنْجِلُ التِّجَارَةُ فِيهِنَّ وَأَثْمَانُهُنَّ حَرَامٌ وَالْإِسْتِمَاعُ إِلَيْهِنَّ حَرَامٌ حلال نہیں ہے گانے والیوں کا بیچنا اور ان کا خریدنا اور ان کی تجارت جائز نہیں ہے اور ان کا روپیرہ حرام ہے اور ان کا گانا سننا حرام ہے۔

(۷) اور روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ أَمْرَنِي رَبِّي بِتَقْفِي الطَّبَبُورَ وَالْمُزْمَارِ۔ کہ میرے رب نے مجھ کو طببور اور مزمار کے ہٹانے کا حکم دیا ہے۔

(۸) اور حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرب الدف اور لعب الصبح اور صوت المزمارہ سے مجھ کو منع کیا ہے۔

(۹) اور حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے والیوں کی خرید و فروخت سے اور ان کی تجارت سے روکا ہے اور فرمایا ہے کہ ان کی کمائی حرام ہے۔

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ صَوَّاتِنَ مَلْعُونًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ صَوْتُ مِزْمَارٍ عِنْدَ ذِئْمَةٍ وَصَوْتُ نُذْبَبٍ عِنْدَ مُصِيْبَةٍ۔ دُو آوازوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے ایک بلجے کی آواز خوشی کے وقت کی اور ایک نوحر کی آواز مصیبت کے وقت کی۔

(۱۱) حضرت عبد الرحمن بن عوف سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
نَهْيَتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَأَجَرَّيْنِ، صَوْتٌ عِنْدَ نَعْمَةٍ وَصَوْتٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ۔ مجھے کو
فاجروں اور احمقوں کی دو آدازوں سے روکا گیا ہے، ایک آواز نعمت کے وقت کی اور ایک
آواز مصیبت کے وقت کی۔

(۱۲) حضرت جابر کی روایت میں ہے۔ صَوْتٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ وَصَوْتٌ عِنْدَ نَعْمَةٍ لَفِي
وَلَهُو وَمَرَّاً مِنْ رَبِّ الشَّيْطَانِ۔ ایک آواز مصیبت کے وقت کی اور ایک آواز کھیل کردا اور یہو
اور شیطانی باجوں کے وقت کی۔

(۱۳) اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خُسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَدَّافٌ
(ڈھنسنا، شکل کا بگڑنا اور دھڑ پھسلنے میں بھنسنا) اس انت میں ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی۔
کہ یہ لوگ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كہتے ہیں۔ قَالَ نَعَمْ إِذَا أَظْهَرُوا الرُّؤْرَ وَالْمَعَازِفَ وَشُرْبَ الْخَمْرِ
وَلُبْسَ الْخَرِيرِ۔ آپ نے فرمایا ہاں جبکہ جھوٹ اور گانے بجائے اور شراب نوشی اور ریشمیں
باس کا استعمال عام ہوگا۔

(۱۴) ابو ہریرہ نے مسند کر کے کہا ہے کہ غزار سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے۔

(۱۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ بَعْثَتِي رَبِّي
غَرَّ وَجَلَ بِحَقِّ الْمَعَازِفِ وَالْأُوْثَانِ الَّتِي كَانَتْ تُعْبَدُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْخَمْرِ۔ الحدیث۔ مجھ کو
میرے پروردگار نے بھیجا ہے کہ گاؤں اور بُتوں کو جن کی عبادت جاہلیت میں کی جاتی تھی مٹا دو
اور شراب سے منع کرو۔

(۱۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ مَنْ هَمَّ
إِلَى رِقَابِنِ صُبْكَ فِي أُذْنِيهِ الْأَتْكَ۔ جو گانے والیوں کا گانا نہ کا اس کے کافوں میں پکھلا
ہوا سسہ ڈالا جائے گا۔

(۱۷) اور روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ لَعْنَ اللَّهِ النَّارِ مُحَمَّدَ وَالْمُسْتَمَعَةَ وَالْمُغْنَى
وَالْمُغْنَى لَهُ۔ اللہ نے لعنت کی ہے نوح کرنے والی پر اور اس کے سننے والی پر اور گانے
والے پر اور اس پر جس کے لئے گا رہا ہے۔

(۱۸) اور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔ النَّظَرُ إِلَى الْمُغَنِيَةِ حَرَامٌ

وَمُمْكِنٌ هُنَاجَرَامٌ۔ گانے والی کو دیکھنا حرام اور اس کی قیمت حرام ہے۔

(۱۹) وَرُوِيَ عَنْ عَلَيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَلِمْتُ مُمْكِنًا خَمْسَ عَشَرَةَ خَصْلَةً حَلَّ فِيهَا الْبَلَاءُ، وَذَكَرَهَا وَمِنْ جُمِلِهَا۔ وَاتَّخَذَتِ الْقِيَانُ وَالْمَعَازِفَ۔ حضرت علی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت جب ان پندرہ خصلتوں میں بتلا ہوگی وہ آفتوں میں پڑے گی۔ ان پندرہ خصلتوں میں واتخذت الْقِيَانُ وَالْمَعَازِفَ۔ گانے والیوں اور آلاتِ طرب میں مصروف ہونے کا بھی ذکر ہے۔

(۲۰) اور مَرْوِيٰ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صوت سُنی۔ آپ نے فرمایا۔ دیکھو یہ کون ہے۔ دیکھ کر آنے والے نے آکر بیان کیا کہ حضرت معاویہ اور حضرت عمر بن العاص گا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللَّهُمَّ ارْكَنْهُمَا فِي الْفِتْنَةِ رَكْسًا۔ اے اللہ ان دونوں کو فتنہ کی گہرائی میں ڈال دے۔

(۲۱) ابو سعید خدراوی نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس امت کے آخر میں خُسْف (زمین میں دھننا)، دَمْسَخ (چہرے کا بگڑنا) وَقَذْف (تہمت تراشیاں) فِي مُتَخَذِّي الْقِيَانِ وَشَارِبِ الْخُمُورِ وَلَا يَسِي الْخَرَبِ۔ (گانے والی عورتوں کو رکھنے والوں اور شراب پینے والوں اور لشمن کڑا پہننے والوں میں ہوگا)

(۲۲) حضرت علی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ مَاتَ وَلَهُ قِيَةٌ فَلَا تُصَلِّوْا عَلَيْهِ۔ اگر کوئی مرے اور اس کے پاس گانے والی ہو تو اس پر نماز نہ پڑھو۔

(۲۳) عبد اللہ بن بشر صحابی نے عبد الرحمن الجندی سے کہا۔ اے ابن الجندی! انہوں نے کہا حاضر ہوں اے ابو صفوان۔ قال وَاللَّهِ لَيْسَ سُخْنَ قَوْمٌ وَإِنَّهُمْ لَفِي شُرُبِ الْخُمُورِ وَضَرِبِ الْمَعَازِفِ حَتَّى يَكُونُوا قِرَدَةً وَخَنَافِذِيرَ۔ کہا عبد اللہ بن بشر نے قسم ہے اللہ کی ابستہ مسخ ہو جائے گی ایک جماعت کو وہ شراب پیتی اور آلاتِ طرب بجائی ہوگی۔

(۲۴) ابو امامہ کی ایک روایت گزر چکی ہے (ملاحظہ کریں ۶۰ کو) دوسری روایت میں یہ زیادہ ہے۔ آنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ بَيْعُ الْمَغَيْبَاتِ وَلَا شَرَأْهُنَّ وَلَا
الْجُلُوسُ إِلَيْهِنَّ تَمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَارِفَعٌ رَجُلٌ عَقِيرٌ ثُمَّ إِلَّا ارْتَدَفَ عَلَى ذَلِكَ
جُلُوسُ شَيْطَانٍ عَلَى عَارِقَةٍ هَذَا وَشَيْطَانٍ عَلَى عَارِقَةٍ هَذَا حَتَّى يَسْكُنَ۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جائز نہیں ہے گانے والیوں کا بیچنا اور خریدنا اور زان کے لئے
بیٹھنا۔ پھر فرمایا۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جس نے بھی اپنی
لئے اٹھائی فوراً ایک شیطان اس مونڈھے پر اور ایک شیطان اُس مونڈھے پر بیٹھ جاتا
ہے جب تک کروہ خاموش نہ ہو۔

(۲۵) اور ابن مسعود سے مُنَا آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سُنَا۔ أَلْغَنَاءُ يَنْبُتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ غَنَادِلَ مِنْ نِفَاقٍ يُوتَى هُنَّ

(۲۶) صفوان بن امیر نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے
تھے کہ آپ کے پاس عمر بن قرہ آیا اور اُس نے کہا۔ يَا أَنَبِيَّ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ
عَلَى الشَّفْوَةِ وَلَا أُرْزَقَ إِلَّا مِنْ دُقْيَنَ بِكَفِّيْ أَفَتَأْعُذُنُ لِيْ فِي الْغَنَاءِ مِنْ غَنِيرِ
فَاحِشَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا آذُنُ لَا كَرَامَةً وَلَا نِعْمَةً وَلَا ذُكْرًا
حَدِيدِيَا طَوِيلًا۔ اللہ نے میری قسمت میں یہ شقاوت کر دی ہے کہ میری روزی کا انصار
میرے ہاتھ کے دف پر ہے، کیا آپ مجھ کو اجازت دیں گے کہ بغیر کسی فحش کے میں اپنے
ہاتھ کے دف کو بجاوں۔ آپ نے فرمایا۔ میں اجازت نہیں دیتا اور اس سلسلہ میں میں
کسی قسم کا گرم اور احسان نہیں کرتا۔ اس حدیث کا باقی طویل حصہ بیان کیا۔

(۲۷) اور آخر نہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مردی ہے کہ آپ نے نہیں عن شمن
الْكَلْبِ وَكَسِيبِ الرُّثْمَارَةِ۔ کُتْتَ کے شمن سے (قیمت سے) اور گانے والوں کی کمائی
سے منع کیا ہے۔

(۲۸) اور حضرت عثمان سے مردی ہے۔ مَا تَعْنَيْتُ وَلَا مَمْنَيْتُ وَلَا مَسْتَتُ
ذَكْرِي بِسَمِينِي مُنْدُ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ میں نے کبھی گانا نہیں

گایا اور نہ کبھی تمنا کی اور نہ کبھی اپنی شرم گاہ کو داہنے ہاتھ سے چھوڑا ہے جب سے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے۔

حضرت عثمان کی حدیث کی روایت صفر بن عبد الرحمن نے اپنے والدے، انھوں نے مالک بن مغول سے انھوں نے انس بن مالک سے کی ہے۔

مقدسی نے کہا ہے اس روایت میں ہم کو کسی قسم کا تحامل (مشقت سے کام کرنا) نہیں نظر آیا ہے۔ البتہ اس حدیث میں ایسی اشیاء کا ذکر ہے کہ اوروں نے اُن کا بیان نہیں کیا ہے لہذا اس کو ترک کیا گیا۔

امام غزالی نے کہا ہے۔ اگر یہ روایت تحریم غنا پر دلالت کرتی ہے، چاہئے کہ تمنا کرنی اور اپنی شرم گاہ کو داھننا ہاتھ لگانا حرام ہو۔ اور یہ کہاں سے ثابت ہے کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جس کام کو نہیں کرتے تھے وہ حرام ہی ہوتا تھا۔

علامہ مقدسی نے لکھا ہے کہ ان روایات اور اس طرح کی دوسری روایات کی پناپر سماں کا انکار کیا گیا ہے۔ جَهْلًا مِنْهُمْ بِصَنَاعَةِ عِلْمِ الْحَدِيثِ۔ جو کہ علم حدیث کی صناعت سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔ ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ جب یہ کسی کتاب میں کوئی حدیث دیکھتے ہیں وہ اپنے لئے اس کو مذہب بنالیتے ہیں اور اس حدیث کی وجہ سے مخالفوں پر اعتراضات کرتے ہیں اور یہ ایک بڑی غلطی اور ایک عظیم جہالت ہے۔

نام نہاد اہل حدیث کے غلط طریقہ صد لا سال سے جاری ہے۔ عاجز حضرت امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل اور شیخ المشائخ ابو عبد اللہ الحارث بن الأسد المحاسی کا واقعہ لکھتا ہے تاکہ انہر دین اور اہل حق کا مسلک سب کے سامنے آئے۔

شیخ المشائخ الکیار حضرت محاسی حضرت جنید بغدادی کے مشائخ میں سے ایک عظیم القدر شیخ تھے اور آپ ابو محمد رؤیم ابوالعباس بن عطار اور عمر و بن عثمان کی کے سرگردہ تھے۔ آپ کی وفات ۲۳۷ھ میں ہوئی ہے۔ جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ حضرت حارث کے والد اسد نے بہ کثرت مال و دولت چھوڑی، چون کہ اسد کا عقیدہ خارج

کا عقیدہ تھا۔ بنا بریں حضرت حارث محابی نے ان کے ترک میں سے ایک کوڑی بھی نہیں لی، ایک دن میں اپنے گھر کے دروازے میں بیٹھا تھا میں نے محابی کو جاتے ہوئے دیکھا، ان کے چہرے پر بھوک کے آثار تھے میں نے ان سے کہا۔ اگر آپ میرے گھر تشریف لے آئیں اور کچھ تناول فرمائیں بہتر ہو۔ انھوں نے فرمایا کیا یہ تمہاری خوشی ہے۔ میں نے ہاں میں جواب دیا اور وہ میرے ساتھ گھر میں آئے۔ میں اپنے چچا کے گھر گیا وہ صاحب استطاعت تھے۔ عمدہ کھانوں سے کبھی ان کا گھر خالی نہیں رہتا تھا۔ میں نے وہاں سے کچھ کھانا لا کر ان کے سامنے رکھا، انھوں نے ایک نقہ اٹھا کر مسٹنہ میں رکھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اس نقہ کے چبانے میں مصروف ہوئے اور پھر فوراً کھڑے ہو کر گھر سے نکل گئے۔ انھوں نے ایک بات بھی نہیں کی۔ دوسراے دن صبح کو ان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے کہا۔ یا عَمَّ سَرِّيْ وَ نَعَصَتْ عَلَيْ۔ اے چچا مجھ کو خوش وقت کیا اور پھر مجھ کو دل تنگ کر دیا۔ انھوں نے فرمایا۔ یا بُنَى، آمَّا الْفَاقَةُ فَكَانَتْ شَدِيدَةً وَ قَدْ إِجْهَدَتْ فِيْ أَنْ آتَكَلَ مِنَ الظَّعَامِ الَّذِي قَدْ مَسَّهُ إِلَيْ وَ لَكِنْ بَيْنِي وَ بَيْنِ اللَّهِ عَلَامَةً إِذَا لَمْ يَكُنْ الطَّعَامُ مَرْضِيًّا إِذْ تَفَعَّلَ إِلَى أَنْفِي مَسَّهُ ذَفْرَةً فَلَمْ تَقْبَلْهُ نَفْسِي فَقَدْ رَمَيْتُ تِلْكَ اللُّقْمَةَ فِيْ دِهْلِيزِكُمْ وَ حَرَجْتُ۔

اے میرے فرزند، میرا فاقہ شدید تھا اور میں نے کوشش کی کہ تمہارے پیش کردہ کھانے سے کھاؤں، چونکہ میرے پروردگار کے مابین ایک نشانی ہے، اگر کھانا درست نہیں ہوتا ہے میری ناک میں ایک حرارت سراست کرتی ہے اور میرا نفس اس کھانے کو قبول نہیں کرتا ہے، چنانچہ میں نے اس نقہ کو تمہارے دہلیز پر کھینکا اور باہر نکلا۔

حضرت محابی کو اللہ تعالیٰ نے علم ظاہر اور علم باطن میں صاحب کمال کیا تھا۔ مشہور محدث یزید بن ہارون اور دوسرے علماء کبار سے علم شریعت پڑھا تھا۔ آپ کی تایفانی سے خلق خدا مستفید ہوتی تھی۔ حضرت امام احمد بن حنبل کی وفات ۲۳۴ھ میں ہوئی ہے وہ حضرت محابی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک دن انھوں نے اسماعیل بن اسحاق السراج المنشا پوری سے فرمایا۔ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ حارث محابی کی آمد درفت تمہارے گھر ہوتی ہے، اگر تم مجھ کو

اپنے گھر میں ایسی جگہ بٹھا دو کہ مجھ کو کوئی نہ دیکھے اور میں محابی کی بات میں سکوں میرا دل خوش ہو جائے گا۔ میں نے ان سے کہا۔ عَلَى السَّمْعِ وَالظَّاعَةِ۔ یعنی بسر و چشم اس کام کو انجام دوں گا۔ اور میں محابی کے پاس گیا اور ان سے کہا۔ جناب ابو عبداللہ، کیا ہی خوب ہو کہ ایک رات آپ اپنے تمام اصحاب کے ساتھ میرے گھر تشریف لا میں۔ وہاں آپ ذکر شریف کا حلقة کریں اور کھانا تناول فرمائیں۔ انہوں نے کہا میرے اصحاب زیادہ ہیں۔ لَا تَزِدْ عَلَى الْكُسْبِ وَالثَّمَرِ (کُسْبٌ تیل کی تلپچھٹ کو کہتے ہیں) یعنی تم تیل کی تلپچھٹ اور کھجور کے سوا اور کچھ نہ کرنا۔ اور یہ امام احمد کے پاس گیا کہ وہ مغرب کے بعد میرے گھر آجائیں۔ چنانچہ میں ان کو بالاغانہ پر لے گیا اور ان سے کہا آپ یہاں قیام کریں۔ پھر محابی اور ان کے اصحاب کی آمد ہوئی۔ انہوں نے کھانا کھایا اور پھر عشا کی ناز پڑھی اور پھر محابی کے سامنے ادب سے بیٹھ گئے اور آدمی رات تک سب مراقب رہے۔ پھر ان میں سے ایک نے جناب شیخ سے کچھ دریافت کیا۔ آپ نے اس کا بیان کیا۔ سب اہل حلقہ بالکل خاموشی سے شستے رہے۔ کَأَنَّ عَلَى رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ (گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اگر وہ ہلے تو اڑ جائیں گے) البته بعض افراد روئے میں مصروف تھے اور کوئی نعروہ اللہ لگاتا تھا اور حضرت محابی پانے بیان میں مصروف رہے، یہاں تک کہ سپیدہ صبح کاظمہ ہوا اور پھر یہ سب حضرات روانہ ہو گئے۔

اساعیل نیشاپوری نے حضرت امام احمد بن حنبل کے متعلق کہا۔ میں آدمی رات کو ایک مرتبہ حضرت امام احمد کے پاس گیا، دیکھا کہ وہ بہت روئے ہیں اور پھر بے ہوش ہو گئے ہیں۔ پھر حضرت محابی اور ان کے رفقار کے جانے کے بعد ان کے پاس گیا۔ میں نے ان کے احوال متغیر پائے۔ میں نے ان سے پوچھا آپ نے کیا دیکھا۔ فرمایا۔

مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ وَلَا سَمِعْتُ مِنْ يُعْلَمُ الْحَقَارِقِ مِثْلَ كَلَامِ هَذَا الرَّجُلِ وَعَلَى مَا وَصَفْتُ مِنْ أَخْوَالِهِمْ فَإِنِّي لَا أَرَى لَكَ صَحِبَّةَهُمْ، ثُمَّ قَامَ وَخَرَجَ۔

میں نے اس قوم کا مثل نہیں دیکھا ہے اور نہ علم حقائق میں اس شخص کے کلام جیسا کبھی مناسبے اور میرے اس بیان کے باوجود جو میں نے تم سے کہا میں تمہارے واسطے ان

کی صحبت پسند نہیں کرتا۔ یہ فرمایا کہ آپ کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔

یہ ہے حضرات ائمہ دین شکر اللہ السعیئہؒ کا پاک مسلک کے انھوں نے حضرت محابی اور اُن کے پاک نہاد افراد کی ایسی تعریف فرمائی کہ زائد کے لئے گنجائش نہیں، اور پھر اسماعیل نیشاپوری کو حقیقت امر سے آگاہ کر دیا کہ تم اُن کے احوال میں نہیں ہو لہذا ان کے طور طریقوں سے بچو اور اپنے کام میں مصروف رہو، اُن پر رد و قدر حکم کے اپنی عاقبت خراب نہ کرو۔

اب یہ عاجز مسئلہ سماع بیان کرتا ہے۔ **وَاللَّهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ**۔

امام مقدسی نے لکھا ہے کہ حضرت مشاہد دینوری نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آنحضرت سے سماع کے متعلق دریافت کیا کہ آپ کا کیا ارشاد ہے، آپ نے فرمایا: **لَا أَنْكُرُ مِنْهُ شَيْئًا وَلَكِنْ قُلْ لَهُمْ يَقْتَلُونَ قَبْلَهُ بِالْقُرْآنِ وَيَحْتَمِلُونَ بَعْدَهُ بِالْقُرْآنِ**۔ یعنی سماع میں کچھ منکر نہیں پاتا، تم ان سے کہو کہ وہ سماع کی ابتداء اور اختام قرآن مجید سے کریں۔

امام غزالی نے فرمایا ہے۔ ابن جرج سماع کے مسئلہ میں سماع کے قائل تھے کسی نے اُن سے کہا۔ قیامت کے دن سماع کو حسنات کے زمرے رکھو گے یا سینمات کے زمرے میں۔ آپ نے فرمایا۔ سماع لغو کا بشیہ ہے اور اللہ کا ارشاد ہے: **لَا يُؤْخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ**۔ (بقرہ۔ ۲۲۵) نہیں پکڑتا تم کو اللہ ناکارہ قسموں پر۔

اور فرمایا ہے۔ پیاری آواز اللہ کا احسان ہے، جس کو چاہئے عطا کرتا ہے۔ وہ فرمائے۔ **يَرِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ**۔ (فاطر۔) بڑھاتا ہے پیدائش میں جو چاہے۔ اس مسئلہ میں کہا گیا ہے کہ یہ افزائش حسن صوت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ **اللَّهُ أَشَدُّ أَذْنَانَ الرَّجُلِ الْحَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ مَنْ صَاحِبَ الْقِيَمَةِ إِلَى قِيمَتِهِ**۔ اللہ تعالیٰ خوش آوازی سے قرآن مجید کا سُنّتے والا کہیں زیادہ ہے بہ نسبت اُس شخص کے جو اپنی خوش آواز لونڈی کے گانے کو شوق سے سنتا ہے۔

علماء کرام نے حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق ایک روایت لکھی ہے کہ حضرت

داود علیہ السلام جس وقت زبور پڑھتے تھے یا نوحہ کیا کرتے تھے آپ کی آداز بہت زیادہ خوش الحان ہوا کرتی تھی۔ زبور کے پڑھنے کے وقت انس و جن، دھشی جانور اور پرندے آپ کی آداز سننے کے لئے اس کثرت سے جمع ہو جاتے تھے کہ کثرتِ ازدحام کی وجہ سے چار سو لاثیں اٹھوائی جاتی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کی خوش الحانی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ *لَقَدْ أُغْطَى مِرْمَارًا مِنْ مَزَامِيرًا أَلِّ دَاوَدَ*۔ آلِ داؤد کے آلحان میں سے ایک تھن ان کو ملا ہے۔

ابو بکر محمد بن داؤد دینوری مشہور الترقی سے بیان کرتے ہیں کہ میں صحر انور دی کرنا تھا اتفاق نے قبل عرب میں سے ایک قبیلہ کے پاس پہنچ گیا۔ اہل قبیلہ میں سے ایک شخص مجھ کو اپنے خبار (اپنے خیمه) لے گیا۔ میں نے اس خبار میں ایک جیشی غلام کو مقتید پایا اور خیمه کے پاس چند اونٹ مرے ہوئے دیکھے۔ ابتدہ ایک ناتوان اور کمزور اونٹ کو خیمه میں دیکھا۔ جیشی نے کہا۔ میرا آقا ایک کریم شخص ہے اس نے تم کو اپنا مہمان بنایا ہے اگر تم میری شفاعت میرے مولا سے کر دو وہ تمہاری شفاعت کو رد نہیں کرے گا اور میں اس بندش (قید) سے بخات پالوں گا۔

دینوری نے بیان کیا۔ جب خبار کا مالک روٹی لایا میں نے ہاتھ نہیں بڑھایا اور میں نے اس سے کہا جب تک اس غلام کے متعلق میری شفاعت قبول نہ کرو گے میں تمہاری روٹی نہیں کھاؤں گا۔ اس نے بیان کیا۔ اس جیشی نے مجھ کو محتاج کر دیا ہے، میرا مارا مال اس نے ہلاک کر دیا ہے۔ میں نے اس سے دریافت کیا جیشی نے کیا کیا ہے۔ اس نے کہا اس جیشی کی آداز نہایت شیری ہے۔ میری زندگانی کا مال و متاع ان اونٹوں کے اور بر لدا ہوا تھا، اس نے خدی پڑھی (اونٹوں کو تیز رفتار کرنے کے لئے رجیزیہ اشعاً بڑھے) اونٹ اس کا لغہ سُن کر مدھوش ہو گئے اور تین دن کی منزل ایک دن میں قطع کی اور سب اونٹ مر گئے صرف ایک اونٹ بچا ہے جو اس خبار کے اندر ہے۔ تم میرے مہمان ہو تمہاری کرامت اور احترام کرتے ہوئے میں اس جیشی کو تمہیں دیتا ہوں۔

سورج نکلنے پر میں نے چاہا کہ اپنے جبشی غلام سے اُس کی ہدایت سنوں۔ ناتوان اونٹ پانی پینے کے واسطے کنوں پر گیا ہوا تھا میں نے غلام سے کہا۔ ہدایت پڑھو۔ جب اُس نے اپنی لے اٹھائی اور اونٹ نے اس کی آواز سنی اونٹ مدھوش ہوا، رستی توڑ دی اور میں اپنے مٹنے کے بل گرا۔ میں نے ایسی شیر میں آواز کبھی نہیں سنی تھی۔

ابوالحسن زید فاروقی کہتا ہے۔ مشکات شریف کے باب البیان والشعر کے فصل ثالث میں بخاری مسلم کی روایت کردہ حدیث میں جناب آنجشہ کا واقعہ ہے حضرت انس کہتے ہیں۔ کَانَ لِلشَّيْءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادِيْقَالْ لَهُ أَنْجَشَةً وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ قَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوِيدَلَّ يَا أَنْجَشَةَ لَا تَكُسِّرِرَ الْقَوَارِيرَ قَالَ قَتَادَةُ ضَعْفَةُ النِّسَاءِ۔

عاجز نے اس روایت کا مفہوم فارسی میں نظم کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

حضرت آنجشہ کا واقعہ

- ۱۔ قصہ حادی جناب آنجشہ کردہ نقل آں راجاعت از خیار انجشہ ہدی خوان کا قصہ بہترین لوگوں کی ایک جماعتی نقل کیا ہے
- ۲۔ آں ہدی خوان جناب مصطفیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ہدی خواں
- ۳۔ اُشترے چارہ زان صوت جمیل بے چارہ اونٹ اس حسین آواز سے
- ۴۔ در سفر بارے ہدی آغاز کرد ایک مرتبہ سفر میں اُس نے ہدی شروع کی
- ۵۔ خواند مستانہ بہ نوع پاک دل ذکر پاکش ماند شیر میں یادگار اس پاک دل نے مست ہو کر اس طرح ہدی پڑھی کہ اس کا پاک ذکر پاک دل یادگار بن گیا

- ۶۔ چوں جنابِ مصطفیٰ شعرش بیدید کاں بزنجب برق گشہ شعلہ بار
جب جنابِ مصطفیٰ نے اُس کے شرودیں کو دیکھا کہ وہ بجلی کی طرح شعلے برسا رہے ہیں۔
۷۔ گفت لَا تَكُسِرْ قَوَادِيْرَ أَجْحَشَه فرمایا اے الجھشہ شیشوں کو نہ توڑ
سینہا راتا نہ سوزاند شرار تلکہ سینوں کی چنگاریاں نہ جلا ریں
۸۔ خوش نصیب است آں کو سکر و انبساط وہ خوش نصیب ہے جو سکر و انبساط کو
شب و روز خدا کی یاد میں صرف کر دے
۹۔ در رہ الفت به عزم و صدق تام پورے عزم اور سچائی کے ساتھ محبت کی راہ میں، مردانہ دارِ مفبوط قدم جائے ہوئے ہے
۱۰۔ چشم پر نم آہ پر سوزش بُوُکُ اس کی آنکھ نمنا ک اور دل پر سوز ہو
تن زبون و قلب باشد بے قرار جسم عاجزاً اور دل بے قرار ہو
۱۱۔ ہر زماں از شوق مسیت ہا کند ہر لحظہ شوق سے مسیتیاں کرے
ہر ماں محبوب کے نام پر قربان ہو
۱۲۔ ذکر پاکش داروے دلہا است زید زید اس کا پاک ذکر دلوں کی دلہے

امکہ کے کلام کی طرف رجوع

مشکات کے باب البیان والشعر کے فصل اول میں صحیح مسلم کی روایت ہے۔ عن عمر بن الشریع عن أبيه قال ردت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً، فقال هل معلم من شعر أمية بن أبي الصليل شئ قلت نعم قال هيبة ثم أنشد ثم بيتا ف قال هيبة حتى أنشدته مائة بيت - عمر بن شریع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں

له هیہ، یہ کلمہ پیش کرنے کے معنی میں ہے۔ اگر آخری ہ پر زیر لگا کہ هیہ کہا جائے تو طلب اس شے کی ہے یعنی امیتہ بن ابی الصملت کے مزید شعر پڑھا دو اگر هیہ دو زیر سے پڑھے تو صرف شعر کی طلب ہے کسی کا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچھے اونٹ پر بیٹھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس امیتیہ بن ابی القبلت کے کچھ اشعار ہیں۔ میں نے کہا۔ جی ہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا پڑھو۔ میں نے ایک شعر پڑھا۔ آپ نے ہمیہ کسرہ سے کہا۔ میں نے امیتیہ کا دوسرا شعر پڑھا اور آپ کی طلب در طلب میں ایک سو شعر امیتیہ کے سُننائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر پر تشریف لے گئے قریش کی ایک لڑکی نے نذر مانی۔ اگر آنحضرت خیریت سے آگئے میں حضرت عائشہ کے گھر میں رُف بجاوں گی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخیر تشریف لے آئے حضرت عائشہ نے اس کی نذر کا ذکر آنحضرت سے کیا۔ آپ نے فرمایا۔ فلتضیب وہ بجائے۔ اگر رُف کا بجانا گناہ اور معصیت ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دف بجانے سے روکتے اور کفارہ دینے کا حکم کرتے۔

امام شعبی نے بیان کیا کہ عید کا دن تھا عیاض اشعری کی گزرواقع ہوئی انہوں نے فرمایا۔ "مَا لِي لَا أَرَا هُمْ يُفْلِسُونَ فِيَّةٌ مِّنَ الْشَّتَّةِ" کیا بات ہے لوگ رُف نہیں بجا رہے ہیں (تفلیس رُف بجانے کو کہتے ہیں) یہ تو مسنون طریقہ ہے۔

امام غزالی نے فرمایا ہے۔ خوشی کے اوقات میں خوشی کے انہمار کے لئے مباح ہے عید کے دنوں میں، نکاح کرنے اپر دسی کی آمد، ولید کے دن، عقیقہ کے دن، بچہ کی ولادت کے دن، ختنہ کرنے کے دن، حفظ قرآن مجید پر انہمار سرور کرنا اور رُف بجانا جائز ہے۔ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار کی عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئیں انہوں نے رُف بجا کر خوش الحانی کے ساتھ یہ شعر گائے۔

۱۔ طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ كَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

۲۔ وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَادَعَا إِلَهُ دَاعِيٍّ

۳۔ أَتَهَا الْمَبْعُوثُ فِينَا چَثَّتْ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ

۱۔ ہم پر بدر کامل کا طلوع ہوا ہے۔ رخصت کرنے کے ٹیلوں کی طرف سے۔

۲۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہو گیا ہے، جب تک کہ اللہ کی طرف کوئی بلانے والا بلا آہے۔

۳۔ اے وہ ذات گرامی جس کو ہماری ہدایت کے واسطے اللہ نے بھیجا ہے۔ آپ ایسی چیز لے کر آئے ہیں جو مسلم اور مطاع ہے۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت نے رقص کیا۔

امیر اعلام نے فرمایا ہے۔ جن افراد نے سماع کو حرام کہا ہے، انہوں نے روایات منکرہ اور ضعیفہ سے استدلال کیا ہے، صحیح حدیث ان کے پاس نہیں ہے۔

علامہ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف رہبی رضی اللہ عنہم اجمعین مدینہ منورہ کے آجڑہ تابعین اور کبار محدثین میں سے تھے، انہوں نے سماع و مذاہیر کی ابانت کا فتویٰ دیا تھا۔ خلیفہ ہارون رشید عباسی کے زمانہ میں وہ بغداد آئے۔ آپ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے اساتذہ میں سے تھے۔ لوگوں کا رجوع آپ کی طرف ہوا۔ بعض اذاد نے آپ سے کہا۔ آپ مذاہیر کیوں سنتے ہیں۔ اعتراض کرنے والوں کی بات آپ کو ناگوار ہوئی اور آپ نے خدا کی قسم کھا کر کہا۔ میں حدیث شریف کی روایت اُس وقت کیا کر دوں گا جب کہ عود بجا کر غنا نہ کروں۔ اور آپ نے فرمایا۔ جو چیز شریعت میں جائز ہے اس کا مانع کون ہے۔ **وَالْفَقَأَ أَنَّهُ اجْتَمَعَ بِالْخَلِيلِيَّةِ هَارُونَ الرَّشِيدُ فَقَالَ لَهُ الْخَلِيلِيَّةُ، حَدَّثَنَا يَا إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ أَئْتِنِي بِالْعُودِ، قَالَ تُرِيدُ عُودًا لِلْجَمَرَامَ عُودًا لِلْغُنَاءِ، قَالَ بَلْ عُودًا لِلْغُنَاءِ، فَأَحْضَرَهُ فَضَرَبَ بِهِ ثُمَّ غَنَاثَمْ حَدَّثَهُ فَقَالَ لَهُ الْخَلِيلِيَّةُ، مَنْ قَالَ بِسَاحِرِيْمْ هَذَا مِنْ عُلَمَائِكُمْ، فَاجْبَ مَنْ رَبَطَهُ اللَّهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالظَّاهِرِ۔** اتفاق سے ان کا ادر خلیفہ ہارون رشید کا اجتماع ہوا۔ خلیفہ نے ان سے کہا۔ ابراہیم ہم سے حدیث شریف بیان کرو۔ ابراہیم نے کہا۔ مجھ کو عود دو۔ خلیفہ نے کہا۔ جلانے والی عود چاہیئے یا گانے والی۔ آپ نے کہا۔ میں گانے والی عود چاہتا ہوں۔ چنانچہ عود لائی گئی۔ آپ نے عود بجا کر گانا لگایا اور پھر ہارون رشید کو حدیث سنائی۔ ہارون رشید نے آپ سے کہا۔ تمہارے علماء میں سے اس کی حرمت کا کون قائل ہے۔ آپ نے جواب میں کہا۔ جس کا دل اللہ نے ظواہر سے باندھو رکھا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے آپ سے روایت اس دور میں کی ہے جب آپ عود بجا کر اور غنا

کر کے حدیث مشریف کی روایت کیا کرتے تھے۔ امام مسلم نے آپ کی مردیات لی ہیں۔

امام ابن سیرین نے بیان کیا کہ ایک شخص چند لوٹیوں کو لے کر مدینہ منورہ پہنچا اور حضرت عبداللہ بن عمر کے گھر میں ٹھیرا۔ ان لوٹیوں میں ایک لوٹی دف بجا تی تھی۔ ایک خریدار آیا لیکن اس کو کوئی لوٹی پسند نہ آئی۔ ابن عمر نے لوٹیوں کے مالک سے کہا کہ میں تم کو ایک شخص کے پاس لے جاتا ہوں وہ اچھا خریدار ہے اور آپ اس شخص کو اور اس کی لوٹیوں کو حضرت عبداللہ بن عوف طیار کے گھر لے گئے اور لوٹیوں کو حضرت عبداللہ بن عوف کے سامنے لائے اور گانے والی لوٹی سے کہا عود سنبھالو۔ چنانچہ وہ گائی اور حضرت ابن عمر کو خیال ہوا کہ حضرت ابن عوف کو اس کا گانا پسند آگیا ہے۔ آپ نے فرمایا: «حَسْبِكَ سَاعِرُ الْيَوْمِ عَنْ مَزْمُورِ الشَّيْطَانِ» کافی ہے اب دن بھر کے لئے تمہارے واسطے یہ شیطانی راگ۔ اور ابن عوف نے اس گانے والی لوٹی کو خرید لیا۔ اس کے بعد لوٹی کا مالک حضرت ابن عمر کے پاس پھر آیا اور اس نے حضرت ابن عمر سے کہا کہ سات سو درہم کا نقصان میرا ہوا ہے۔ حضرت ابن عمر اس شخص کے ساتھ پھر حضرت عبداللہ بن عوف طیار کے گھر کئے اور ان سے کہا اس شخص کا نقصان سات سو درہم کا ہے لہذا یا تو لوٹی کو پھر دو یا اس شخص کو سات سو درہم دے دو۔ حضرت ابن عوف نے کہا کہ میں درہم دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے درہم دیئے اور وہ شخص رخصت ہوا۔

اتباع سنت کے سلسلہ میں حضرت ابن عمر کا مسلک روشن اور عیان ہے۔ اگر گانے والی کا گانا سنتا، یا اس کو دیکھنا یا اس کا خریدنا یا اس کا بیچنا حرام ہوتا کیا وہ ان امور کا ا Zukab کرتے۔ انھوں نے اگر مزمور شیطان۔ شیطانی راگ کہہ دیا ہے اس کا حُل حرمت پر وہی شخص کرے گا جو پس دیش سے واقف نہ ہو گا۔ مزمور شیطان سے مراد امر لغو ہے کارکام ہے جیسا کہ تکمیل لغو ہے۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں:-

جز زیاد دوست ہر چکنی عمر مذاع است جز سیر عشق ہر چیخوانی بطاوت است
سعدی بشوے لوح دل از یاد غیر حق علمے کہ رہ ب حق نہ نماید جہالت است
کتنے ہی حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دف و عود و مزار اور بالسری ہنسی ہے مثلاً عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عوف طیار ہاشمی، عبداللہ بن زبیر، معاویہ بن ابی سفیان

حسان بن ثابت، عمر بن العاص وغیرہم اور حضرات تابعین میں سے خارجہ بن زید، عبد الرحمن بن حسان، سعید بن المیتب، عطاء بن ابی رباح، شعبی، ابن ابی عتیق، ابراہیم بن سعد بن ابراہیم اور مدینہ منورہ کے اکثر فقهاء ہیں۔

اور بغیر آلات طب غناہ کا سنتا، پڑھنے والا مرد ہو یا عورت۔ صحابہ کرام سے کثیر افراد نے سننا ہے۔ جیسے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت ابو عبیدۃ بن الجراح، حضرت سعد بن ابی وقاص، ابو مسعود الانصاری، عبداللہ بن ارقم بلال، اسامہ بن زید، عبد الرحمن بن عوف، حمزہ بن عبدالمطلب، عبد اللہ بن عمر، برار بن مالک، عبداللہ بن الزبیر، عمر بن العاص، معاویۃ بن ابی سفیان، نعماں بن بشیر، حسان بن ثابت، مغیرہ بن شعبہ، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور تابعین اخیار میں سے جمیں غافر نے سننا ہے۔ چند حضرات کے نام لکھے جاتے ہیں۔

سعید بن المیتب، سالم بن عبداللہ بن عمر، عبد الرحمن بن حسان، خارجہ بن زید،
شرح القاضی، سعید بن جبیر، عامر شعبی، عبداللہ بن ابی عتیق، عطاء بن ابی رباح، عمر بن عبد العزیز وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

علامہ تاج الدین فرزند تقی الدین بیکی شافعی نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ کی جلد اول صفحہ دو سو اکتا لیں اور بیا لیں میں اسماعیل بن الحنفی المزنی کے حال میں لکھا ہے کہ مزنی نے کہا کہ میں اور ابراہیم بن اسماعیل بن علیہ، شافعی کے ساتھ جا رہے تھے کہ ہمارا گزر ایک گھر پر ہوا دہاں ایک لوٹی پڑھ رہی تھی۔

حَدَّى لِئَعْلَمَ مَا بَالُ الْمَطَأْيَا كَائِنٌ تَرَاهَا عَلَى الْأَعْقَابِ يَا تَوْمَةَ تَكْنَصُ
شافعی نے کہا، ادھر مڑو تاکہ ہم سُنیں، چنانچہ ہم اُدھر گئے اور لڑکی کا گانا مُسنا، جب اس کا گانا تمام ہوا ہم دہاں سے چلے۔ شافعی نے ابراہیم بن اسماعیل سے کہا۔ کیا تم کو لذت حاصل ہوئی۔ ابراہیم نے نقی میں جواب دیا۔ شافعی نے اس سے کہا۔ تم میں حس نہیں ہے۔

علامہ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم کا واقعہ گزر چکا ہے۔ اس واقعہ کو علامہ زمخشی نے ”ربیع الاول برار“ میں لکھا ہے۔ اس میں اس کا اضافہ ہے۔

خلیفہ ہاروں رشید نے کہا۔ ”بَلَغَنِي أَنَّ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ يُحِبُّ رَحْمَةً“ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ مالک بن انس اس کو حرام کہتے ہیں؟ ابراہیم نے ہاروں رشید سے کہا۔

”وَلِمَالِكِ أَنْ يُحِبَّ رَحْمَةً وَيُحِبِّلَ دَانِلَهُ مَا كَانَ هَذَا الْأَبْنَى عَلَيْكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَكْرَمُ الْخَلْقِ إِلَّا عَنْ وَجْهِي مِنْ رَبِّهِ فَهَلْ يَجُوزُ ذَلِكَ لِمَالِكَ؟“ کیا مالک کو حرام کرنے یا حلال کرنے کا اختیار ہے، خدا کی قسم یہ بات تو تمہارے چھپا کے بیٹے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بغیر دھی کے حاصل نہ تھی۔ حالانکہ آپ تمام مخلوق سے اکرم ہیں۔ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے وہ دھی کی بنا پر ہے۔ تو کیا مالک کو یہ جائز ہے؟

یہ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم زہری حضرت امام ابوحنیفہ کے اجلہ اصحاب میں سے تھے۔

”نِهَايَةُ الْأَدَبِ“ میں لکھا ہے: ”هَذَا أَمْرٌ لَمْ يُرَوَّعْنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَحْلِيلِهِ وَلَا تَخْرِيمِهِ نَصَّ يُرْجِعُ إِلَيْهِ، فَكَانَ حُكْمُهُ كُحْكُمُ الْأُمَّةِ أَحَدَةٌ وَأَنَّمَا تَرَكَهُ مِنْ الْمُتَقَدِّمِينَ تَوْرُعاً كَمَا تَرَكُوا لِبْسَ الِّتِينَ وَأَكْلَ الطَّيْبِ وَشُرْبَ الْبَارِدِ وَالْإِحْتِمَاعَ بِالنِّسَوَانِ الْحَسَانِ، وَمَعْلُومٌ أَنَّ هَذَا كُلُّهُ حَلَالٌ وَقَدْ تَرَوْكُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْلَ الصَّبِّ وَسُعْلَ عَتْهُ - قَالَ لَا وَلَكُنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمٍ فَاجْدُرْنِي أُعَافَهُ وَأَكْلَ عَلَى مَائِدَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ ذِيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ قَالَ إِذَا رَأَيْتَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اجْتَمَعُوا عَلَى شَيْءٍ فَاعْلَمْ أَنَّهُ سُنَّةٌ“

یہ ایسا امر ہے کہ اس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، نہ ملت کا اور نہ حرمت کا کوئی ایسا حکم ہے جس کو یا جائے۔ لہذا اس کا حکم اباحت کا ہے۔ متقدمین میں سے جس نے اس کو چھوڑا ہے تو رع کی بنا پر چھوڑا ہے، جیسا کہ انہوں نے عمدہ زم کپڑوں کا پہننا چھوڑا ہے اور عمدہ غذا چھوڑا ہے اور ٹھنڈے پانی کا پینا چھوڑا ہے اور اچھی عورتوں سے ملنا چھوڑا ہے۔ حالانکہ یہ سب امور حلال ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ نہیں کھایا حالانکہ آپ کے دستِ خزان پر کھایا گیا اور آپ سے دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میرے قوم کی زمین میں نہیں تھا اور سیری

طبعت اس کو نہیں لے رہی ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ میں اس کو نہیں کھارا ہوں جو حضرت زید بن ثابت نے فرمایا ہے۔ جب تم اہل مدنیہ کو کسی امر پر مجتمع دیکھو سمجھو جاؤ کر دہشت ہے۔ اس مسئلہ سماع و غنا کے متعلق کسی نے علامہ دقیق بن العید سے دریافت کیا، آپ نے فرمایا۔ اس مسئلہ کے کرنے یا نہ کرنے کے متعلق کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے۔ یہ مسئلہ اجتہادیہ ہے، جس کا اجتہاد تحریم کی طرف گیا اس نے حرام کہا اور جس کا اجتہاد جواز کی طرف گیا اس نے جائز کہا۔

قطب شام علامہ زمان شیخ عبدالقُنْتَرِیٰ بن اسماعیل بن عبد القُنْتَرِیٰ بن اسماعیل بن احمد بن ابراهیم نابلسی دمشقی نقشبندی قادری متولی رحمۃ الرحمہ قدم سترہ کی تائیفا بہت زیادہ ہیں۔ آپ نے ایک رسالہ "کشف التُّرُّعَ عن أَصْحَابِ الْقُبُوْرِ" لکھا ہے۔ اس کے آخر میں کاتب نے آپ کی دو مسولہ تالیفات کا نام لکھ کر لکھا ہے۔ "وَغَيْرُ ذَلِكَ۔" اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ مصر میں ایک طالب علم نے ازہر شریف میں کہا تھا کہ آپ کی تالیفات چار سو کے قریب ہیں۔ آپ نے سماع کے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے۔ اس کا نام "إِبْصَاحُ الدَّلَالَاتِ فِي سَمَاعِ الْأَلَالَاتِ" ہے۔ عاجزاً اس رسالہ کی کچھ عبارت نقل کرتا ہے۔ لکھا ہے۔

فَاعْلَمُ الْاَنَّ مَا تُرِيدُ اَنْ تَذَكُّرَهُ لَكَ مِنْ هَذَا الْحُكْمِ الْوَاحِدِ وَاصْبِرْ عَلَيْهِ تُرْشِدَ
اَنْ شَاءَ اللَّهُ وَهُوَ اَنَّا نَقُولُ بِمَعْوِنَةِ اللَّهِ تَعَالَى۔ اَمَّا حُكْمُ اللَّهِ تَعَالَى فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ
الَّتِي هِيَ مَسْأَلَةُ سَمَاعِ الْأَلَالَاتِ الْمُطْرِبَاتِ بِالنَّعْمَاتِ الطَّيِّبَاتِ مُظْلَقاً عَلَى مُفْتَضَى مَا
قَدْ مَنَّاهُ مِنَ الْاَقْسَامِ فَإِنْ اِقْتَرَنَتْ هَذِهِ الْأَلَالَاتُ وَهَذَا السَّمَاعُ الْمَذُكُورُ بِاَنْوَاعِهِ
بِالْخِمْرَاءِ وَالْزِيْقَنِ اَوِ التَّوَاطِةِ اَوِ الدَّوَاعِيِّ ذَلِكَ مِنَ الْمُنْسِ بِشَهَوَةٍ لِغَيْرِ الرَّذْدَجَةِ وَالْأَمَّةِ
اوْلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ فِي الْمَجْلِسِ بَلْ كَانَ فِي الْمَقْصِدِ وَالنِّيَّةِ الشَّرْهَوَاتُ الْمُحْرَمَةُ
بِاَنْ تَصَوَّرَ فِي نَفْسِهِ شَيْئاً مِنْ ذَلِكَ وَاسْتَحْسَنَ اَنْ يَكُونَ مَوْجُوداً فِي الْمَجْلِسِ فَهَذَا
السَّمَاعُ حَرَامٌ حَتَّى يَعْلَمَ عَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَهُ بِعِدْنِهِ فِي حَقِيقَتِهِ هُوَ فِي نَفْسِهِ بِاِعْتِيَارِ قَصْدَهُ
وَنِيَّتَهُ لِاَنَّهُ دَاعٍ فِي حَقِيقَتِهِ إِلَى الْوَقْوعِ فِي الْمُحَرَّمَاتِ الْمُوْجُودَةِ فِي الْمَجْلِسِ وَالْمَقْصُودَةِ
الَّتِي تَصَوَّرَهَا فِي نَفْسِهِ وَاسْتَحْسَنَهَا اَنْ تَكُونَ فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ وَكُلُّ مَا يَدْعُ عَوْنَى

الحرام فهو حرام وإذا كان هذا المعنى هو الغالب الكثير في أهل هذه الزمان فلا يحكم به تخن في كل أحد بالفراسة والتخمين وتنسب الفسق بسبب ذلك إلى أمّة محمد صلى الله عليه وسلم مالم تكن المحرمات المذكورة ظاهرة في ذلك المجلس من غير احتمال ولا تأويل، فكل إنسان له على نفسه بصيرة وكل أحد مكلف بحفظ نفسه من المحرمات المهلكة في الآخرة كما هو مكلف بحفظ نفسه من الأمور المهلكة في الدنيا ولا يجوز الجحش من عورات المسلمين كما أقدم منها الأحكام السيئة فقط دون حكم الشرع وبقيّة الناس لأن حكام السياسة هم المأمورون بسياسة الخلق وتادتهم على كل حال ولهم من الأحكام ما ليس لغيرهم وقد وجدت رسالة بعض العلماء الكبار من الحنفية وصنفها في بيان السياسة وذكر فيها مالا غنا به من المخلفين عن معرفة حتى قال فيها:

واعلم أن التوسيعة على الحكام في أحكام السياسة ليست خالفه للشرع بل تشهد لها الأدلة والقواعد الشرعية وسرد ذلك بما يطول شرحه وبيانه، هذا مقدار ما يحرم من سماع الآلات المطربة والنغمات الطيبة لما يترتب على ذلك ومن الوقوع في المحرمات العينية لا لغيرها ذلك السماع في نفسه.

واما المباح من ذلك فهو إذا كان المجلس خالياً من الحمر والزني واللواطه وليس بشهوة والتقبيل لغير الزوجة والأمة وكان ذلك السامع قصد حسن ونية حسنة وباطن نظيف ظاهر من الهموم على الشهوات المحرمة كشهوة الزنى أو اللواط أو شرب الحمر أو شيء من المسكرات أو المخدرات وكان قادرًا على ضبط قلبه وحفظ خاطره من أن يخطر فيه شيء مما حرمته الله تعالى عليه وإذا خطر يقدر على دفعه من قلبه وغسل خاطره منه في الحال ولا يضر تكرر وقوع ذلك القصد بعد أن يكون مراقباً للأمنية من قبوله فإنه يجوز له أن يسمع هذه السماع المذكور حينئذ بأنواعه كلها ولا يحرم عليه شيء من ذلك ولا يكره له مادام موصفاً بما ذكرناه لأن ظاهر نظيف حينئذ في ظاهره وباطنه فلا يوقعه السماع المذكور في شيء مما تحى الله تعالى عنه فهو

مُبَاخ لَهُ إِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِاللَّهِ تَعَالَى وَبِتَجْلِيَّاتِهِ بِأَنْ كَانَ عَامِيًّا جَاهِلًا غَافِلًا
أَوْ كَانَ عَالِمًا مُجْوِّبًا بِعِلْمِهِ عَنْ شُهُودِ مَعْلُومَةٍ، وَأَمَّا إِذَا كَانَ مِنْ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ وَالشَّهُودِ
وَلَا تَخْلُوا الْأَرْضُ مِنْهُمْ فِي كُلِّ زَمَانٍ وَمَكَانٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنْ انْكَرُوكُمْ أَهْلُ الْغَفْلَةِ
لِإِنْطَهَا سَبَابِرَهُ وَقَدْ إِلَيْهِمْ فِي الْقُلُوبِ قَيَصِيرُ السَّمَاءِ الْمَذْكُورُ حَيْثُنَدِ فِي حَقِيقَتِهِ
مُسْتَجْبًا مَنْدُ وَبِإِلَيْهِ لَا سِتْفَادَتِهِ مِنْهُ الْحَقَائِقُ الْأَلَهِيَّةُ وَالْمَعَارِفُ الرَّبَّانِيَّةُ وَفِيهِ
بِهِ لِلْمَعَانِي التَّوْحِيدِيَّةُ وَالْأَشَارَاتُ الرَّبَّانِيَّةُ وَقَدْ صَنَفَتْ رِسَالَةً بِطَلْبِ بَعْضِ
الْأَخْوَانِ مِنْيَ ذَلِكَ وَسَمِيتُهَا «تَحْفَةُ الْأُولَاءِ» فِي الْعُلُومِ الْمُسْتَفَادَةِ مِنَ النَّاسِ
وَالشَّيَّابِ (الشَّيَّابَةُ نَوْعٌ مِنَ الْمِزْمَارِ) وَذَكَرْتُ فِيهَا بَعْضَ مَا كُنْتُ أَفْهَمْهُ مِنَ الْآلاتِ
الْمُطْرِبَةِ مِنْ عِلُومِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَعَارِفِهِ التَّوْحِيدِيَّةِ مَعَ آتِيِّ مِنْ أَنْقَصِ أَهْلِ اللَّهِ تَعَالَى حَالًا
وَأَقْصَرُهُمْ بَاعًا وَالْخَيْرُ بِاقِ في الْأُمَّةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ انتهى۔

علامہ اجل عبد الغنی نابلسی قدس سرہ کی عبارت کا مفہوم اختصار کے ساتھ یہ عاجز لکھتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

”ہم جو کچھ لکھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی مدد سے لکھ رہے ہیں۔ تم اس کو خیال سے پڑھو۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے فلاج پاؤ گے۔ اگر محفلہ ظاہر شراب تو شی، زنا، لواط اور جنبیہ عورت کو بڑی نظر سے دیکھنے سے پاک ہے لیکن سماع اور آلات طرب سننے والے کا مقصد ان حرام امور کا تصور کرنا ہو تو اس کے واسطے سماع اور آلات طرب کا سننا حرام ہے۔

اس بات کا خیال رہے کہ ہمارا زمانہ اگرچہ فتنوں سے بھرا ہے اور اکثر لوگوں کے خیالات فتن و فجور کی طرف مائل ہیں لیکن ہم اپنی فراست اور خیال سے کسی کو فاسق نہیں کہہ سکتے۔ ہر شخص اپنے احوال سے واقف ہے۔ ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ ہر ایک اپنے کو حرام سے بچا پائے۔ ہم کو جائز نہیں کہ جاسوسی کریں اور لوگوں کی پوشیدہ باتوں کو معلوم کرنے کی کوشش کریں خفیہ باتوں کا معلوم کرنا اور لوگوں کو سزادی کی حکایم شریعت کا کام نہیں ہے یا کہ یہ حکایم سیاست کا کام ہے۔ ایک بلند پا یہ جنپی عالم نے اس سلسلہ میں ایک عمدہ کتاب لکھی ہے۔ انہوں نے ایسے مسائل کا بیان کیا ہے جن کا علم ہر بحدار کو ہونا چاہئے۔

یہ عاجز کہتا ہے علامہ نابلسی نے علم سیاست اور ایک حنفی علامہ کی تالیف کا ذکر کیا ہے لیکن نہ کتاب کا نام لکھا ہے اور نہ مؤلف کا اور نہ بعض مسائل بیان کر کے علم سیاست کی اہمیت کا انہمار کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک کتاب عاجز کو دستیاب ہوئی ہے۔ یہ کتاب ابن تیمۃ کے شاگرد ابن قیم الجوزیہ متولد ۶۹۷ھ متوفی ۷۵۰ھ نے لکھی ہے۔ پہلی مرتبہ مفتی محمد عبدہ کے زمانے میں "الفِرَاسَةُ الْمَرْضِيَّةُ فِي أَحْكَامِ الْمِيَاسَةِ الشَّرِعِيَّةِ" کے نام سے اور پھر ۷۲۳ھ میں "الطَّرْقُ الْحِكْمَيَّةُ فِي السِّيَاسَةِ الشَّرِعِيَّةِ" کے نام سے چھپی ہے۔ عاجز اس کتاب سے بعض فوائد کا بیان کرتا ہے تاکہ ناظرین کو سیاست شرعیہ کا علم ہو۔

سیاست شرعیہ کی اساس بخاری اور مسلم کی روایت کردہ یہ حدیث شریف ہے جو حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں اور پھر نماز کے لئے اذان دلواؤں اور کسی شخص کو حکم دوں کہ نماز پڑھئے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز پڑھنے کے واسطے نہیں آئے ہیں۔ میں آن کو اچانک پکڑوں اور ان پر ان کے مکانات جلا دوں۔ قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر ان لوگوں کو معلوم ہو کہ ان کو ایک فربہ ہڈی یا گائے یا بکری کے دو شمش ملیں گے یہ عشراء کی نماز پڑھنے کو ضرور آئیں گے۔

اس روایت کی روشنی میں اگر دین کا مسلک اس طرح رہا ہے۔

(۱) حضرت خالد بن ولید نے حضرت ابو بکر صدیق کو لکھا۔ یہاں کچھ لوگ لواطت کرتے ہیں۔ حضرت صدیق نے حضرات صحابہ کو جمع کیا اور اس سلسلہ میں ان کی رائے دریافت کی۔ حضرت علی نے فرمایا۔ پہلی انتتوں میں سے ایک امت اس فعل شنیع کی مرکب ہوئی جس کا ذکر اسٹرنے کیا ہے۔ اس امت کے انجام کا سب کو علم ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ ان کو آگ سے جلا دیا جائے۔

(۲) حضرت عمر نے شراب خانہ کو جلا یا اور اس گاؤں کو جلا یا جہاں شراب بنتی تھی۔

(۳) حضرت عمر نے حضرت سعد بن وقارا ص کے محل کو نذر آتش کرا یا جو کو قدمیں تھا۔

اور جس میں حضرت سعد النصاف کے طلب گاروں سے روپوش ہوا کرتے تھے۔

(۳۲) حضرت عثمان نے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کیا تاکہ امتِ محمدیہ میں خلاف پیدا نہ ہو۔ اس سلسلہ میں آپ کا عمل احکامِ سیاست پر تھا۔

یہ عاجز کہتا ہے حضرات ائمہ مجتہدین نے امتِ مرحومہ کے لئے ابواب یَسْتَرُوا وَلَا يُقْسِنُوا بِشَرُورِ أَوْلَىٰ تُنْفِرُوا کھولے ہیں۔ اگر ان کی سیاست کو کوئی نہیں سمجھا ہے ان پر کیا الزام عائد ہو گا۔ مشہور حدیث امام عیش نے امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف سے اخہارِ حقیقت کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ آپ صاحبانِ اطیاب ہیں اور ہم روایتِ کشندگان حدیثِ ضیادۃ۔ ہیں (جو اجزائے مفردہ فروخت کرتا ہے یعنی دواساز)

علامہ نابلسی نے کہا ہے۔ نعم اچھی طرح سمجھ لو کہ حکام اور سلاطین کو جو اختیارات ملے ہیں وہ شریعت کے مخالف نہیں ہیں۔ ان احکام اور ادله کا بیان باعثِ تطویل ہے اس لئے ہم اس کا بیان نہیں کرتے۔

آلاتِ مطریہ یا سماعِ نغماتِ طیبہ کی وجہ سے اگر کوئی شخص فعل حرام قطعی میں مبتلا ہوتا ہے یہ حرمت آلاتِ مطریہ یا نغماتِ طیبہ کی ذاتی نہیں ہے۔ اس کی وجہ عارضی ہے۔

اگر مخفل محربات سے پاک ہے اور سننے والے کا مقصد بھی فاسد انداز سے پاک ہے اس کے لئے سماع اور آلاتِ طرب کا سنتا مباح ہے۔ اگر دورانِ سماع میں فاسد خیال آجائے تو وہ شخص توبہ اور استغفار کرے۔ وہ افراد جو باطن کی نظافت کے طلبگار ہیں چاہے وہ جاہل یا غافل ہوں یا اُن علماء میں سے ہوں جن کے واسطے اُن کا علم حجابِ اکبر بن گیا ہے اور وہ کشف و شہود کے لطائف سے بلے خبر ہیں۔

وہ افراد جو صحابہ صحوہ اور اہل شہود میں سے ہیں اور جن سے کوئی زمان دمکان قیامت تک غافل نہیں رہتا، چاہے اہل غفلت اپنی تیرہ باطنی کی وجہ سے ایسے نیک افراد کے وجود سے انکار کریں، ایسے پاک باطن افراد کے لئے سماع اور آلاتِ مطریہ کا سنتا مستحب اور مندوب الیہ ہے۔

حضرت نابلسی نے درست فرمایا ہے۔ ”جن سے کوئی مکان اور زمان قیامت تک خالی

نہیں ہے۔ مشکات کے باب «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَىٰ شِرَارِ الْخَلْقِ» میں صحیح مسلم کی روایت ہے: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّىٰ لَأَيْقَالَ فِي الْأَرْضِ أَللَّهُ أَللَّهُ» اور دوسری روایت میں ہے: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَىٰ شِرَارِ الْخَلْقِ» یعنی قیامت اس وقت برپا ہوگی جب زمین پر اللہ کا مبارک نام اللہ اشدا لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔ اور دوسری روایت میں ہے: «قیامت بدترین خلافت پر قائم ہوگی۔»

حضرت نابلسی نے لکھا ہے۔ میں نے بعض افراد کی طلب پر رسالہ «تُحَفَةُ أُولِيِ الْأَيَّابِ فِي الْعُلُومِ الْمُسْتَفَادَةِ مِنَ النَّائِي وَالشَّيَّابِ» لکھا ہے۔ اس رسالہ میں میں نے ان علوم اور اسرار کا بیان کیا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کمترین پر ظاہر کر دیئے ہیں۔ یہ علوم و اسرار اس امت پر قیامِ قیامت تک ظاہر و باہر رہیں گے۔ نائی بانسری کو کہتے ہیں اور شباب ایک قسم کا باجا ہے۔

بانسری کے درود غم کی صدائے حضرت مولاے روم شیخ محمد جلال الدین رومی قدس سرہ نے شنوی کی ابتدائی ہے۔ ۱۹۲۳ھ (۱۹۰۴ء) یا ایک سال پہلے یا پچھے کا واقعہ ہے کہ عمر کو چار گھنٹوں کے واسطے حضرت سیدی الوالد قدس سرہ گو شہ تنہائی تشریف لے جاتے تھے۔ ایک افغانی مخلص اور ہم تینوں بھائی آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔ ۱۹۱۳ھ (۱۹۰۵ء) میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نواسی غایت کی۔ اس کا نام محمدی رکھا۔ جب محمدی چار پانچ سال کی ہو گئی کبھی وہ بھی ساتھ ہوتی تھی۔ دہلی میں ایک دن جب آپ کی سواری موری دروازہ سے باہر نکلی محمدی نے اپنے چھوٹے شباب (باجے) کو بجانا شروع کیا۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور آپ کی زبان پر شنوی شریف کے یہ دو شعر جاری ہو گئے۔

بشنواز نے چوں حکایت می کند
دز جدائی ہاشکایت می کند
کزنیتاں تامرا بسیریدہ اندر از لفیرم مردو زن تالیدہ اندر
یعنی سنو بانسری کیا بیان کر رہی ہے اور اپنے فرق کی کیا کتحاسنارہ ہے
وہ کہہ رہی ہے جب سے مجھے بانسلی سے کام آگیا ہے میری نفیر سے مرد و عورت رو رہے ہیں۔

آپ نے اپنے مبارک احوال میں ان دو شروع کو اتنا دھرا یا کہ عاجز کو یاد ہو گئے اور جب آپ کو آرام ملا آپ اپنی آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئے جب منزل گاہ پر سواری رُکی آپ نے مبارک آنکھیں کھولیں جو کہ سُرخ ہو رہی تھیں۔ یہ ہے اللہ کے نیک بندوں کا سماع اور آلاتِ مطریہ کا سنتا جس کے متعلق علامہ نابلی فرماتے ہیں کہ مُستحب اور مندوب الیہ ہے۔ اللہ کے نیک بندوں پر وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا مُسْتَحِبٌ لِمُحَمَّدٍ ﷺ (ہر شے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے) کے اسرار کھل جاتے ہیں۔

صاحب العلم والعرفان شیخ ابوالمواہب رحمہ اللہ نے اپنے مختصر رسالتہ السمع و المَغَانِی میں سوال و جواب لکھا ہے۔ عاجز اس کا ترجمہ لکھتا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے مبارک کلام کو مُن کر تو اجد کا اظہار کیوں نہیں ہوتا۔

جواب: اللہ کا کلام قدیم ہے اور اس کا سننے والا حادث ہے، حادث اور قدیم میں کوئی مناسبت نہیں ہے لہذا کلام الہی سننے کے وقت خشوع و خضوع اور بیعت کا ظہور ہوتا ہے نہ تو اجد اور رقص کا۔

اب عاجز حضرت قاضی شمار اللہ متولد ۱۳۸۵ھ مسٹونی ۱۲۲۵ھ کے رسالہ حکم سردو مزایرد غناؒ کی فصل اول کا ترجمہ لکھتا ہے۔

له حضرت قاضی شمار اللہ عثمانی پانی بی قدر سرہ خلیفہ سوم حضرت ابو عبد اللہ ابو عمر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اولاد و امداد سے ہیں۔ حضرت عثمان آپ کے تین تیس سوگنی دادا ہیں۔ آپ نے علم ظاہر حضرت شاہ ولی اللہ سے پڑھا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ آپ کو بیہقی وقت کہتے تھے اور آپ نے علم باطن حضرت شمس الدین جیب اللہ میرزا جان جانا مظہر سے حاصل کیا اور آپ کے خلیفہ، اعظم تھے۔ میرزا آپ کا شاہی اعراز تھا۔ حضرت میرزا آپ کو علم الہدی کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ قیامت کے دن اگر ارشد تعالیٰ جل شانہ مجھ سے پوچھے کہ تم میرے داسٹے کیا تھا لائے ہو۔ میں عرض کروں گا شمار اللہ کو۔ حضرت قاضی صاحب نے کفرت سے کتابیں لکھی ہیں، عاجز کو ۳۴۳ تبوں کا علم ہو چکا ہے۔ ان کتابوں میں آپ کا ایک مکتوب مبارک ہے جو آپ نے فضیلت پناہ جناب محمد سالار کو "حکم سردو مزایرد غناؒ" کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ آپ کی جلالت قدر آپ کی تالیف مبارک "تفیری منظری" سے ظاہر ہے۔ عاجز اس مکتوب کا پہلا حصہ (فصل) لکھتا ہے۔ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا رسالہ عاجز کے پاس ہے۔ عاجز ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کامل نازل ہو اس کے بہترین خلاائق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے آل اور سب اصحاب پر۔ فضیلت پناہ کمالات دستگاہ برخوردار گرامی قدر محسوساً لار۔ اللہ ان کو اپنے پسندیدہ اور نیک بندوں میں سے کرے۔ فقیر محمد خنار اللہ کے سلام سنت اسلام اور برخورداری دعائے دارین اور اشتیاق ملاقات کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا مکتوب محبت بھرا جو آپ نے فیصل عربی عبارت میں لکھا ہے مجھ کو ملا اور ان شراح خاطر کا سبب ہوا۔ آپ نے غنا کے متعلق لکھا ہے کہ اس زمانے میں مزامیر (آلات طرب) کے ساتھ غنا ہوتا ہے اور اصحاب وجہ حق کہتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مطلق غنا فعل حرام ہے اور جب کہ مزامیر (آلات طرب) کے ساتھ ہو تو حرام قطعی ہے اور اس کا منکر اور ایسے غنا کو حلال کہنے والا کافر ہے۔ جیسا کہ القدسی نے الحادی میں لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مزامیر بجانے کے وقت اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں میں سے کسی نام کا یہنا کفر ہے۔

برخوردار، اہل اسلام کے کافر کہنے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ حضرت ابوذر کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص کسی کو کافر کہے یا عدۃ اللہ (اللہ کا دشمن) کہے اور وہ شخص ذکار فرماؤ نہ اللہ کا دشمن ہو تو کہنے والے کی یہ بات خود اس پر لوٹی گی۔ یہ بخاری مسلم میں ہے۔

اور جامع الفتاویٰ میں ہے۔ عالم کو چاہئے کہ جب کسی کو کافر قرار دینے کا مسئلہ اس کے پاس آئے تو وہ کافر کہنے میں جلدی نہ کرے، جب کہ وہ قائل اس اسلام کا ہے جو کہ تواریخ کے چھاؤں تھے۔ از ملتقط۔ اور فصول عادی میں ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں کئی وجوہات کافر قرار دینے کی ہیں اور ایک وجہ کافر قرار دینے سے روکے مفتی پر واجب ہے کہ وہ اس ایک وجہ کی پیر دی کرے، وہ مسلمان کے ساتھ نیک خیال رکھے، خاص کر یہ حسن ظن اکابر دین کے معاملہ تک پہنچتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی محبت اور ان کی پیر دی سے ہم کو نوازے۔

دیکھو حضرت شاہ العالمین شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدسنا اللہ عزیز با وجود کمال علم ظاہر اور رفتہ شان کے علم باطن میں سماع اور مزامیر کے ساتھ غنا میں کس قدر افراط کرتے تھے۔ (بقول سعدی رحمۃ اللہ علیہ) ۵

- ۱- گر خدا خواہ کر پردہ کس درد میلاش اندر طعنة پا کاں برد
- ۲- ور خدا خواہ کر پوشد عیب کس کم زند در عیب محبو باں نفس
- ۳- اگر خدا چاہتا ہے کہ کسی کا پردہ چاک ہو وہ اس کے میلانِ طبیعت کو نیکوں کے طعنہ کی طرف لے جاتا ہے۔
- ۴- اور اگر خدا چاہتا ہے کہ کسی کے عیب پھپے رہیں وہ محبوب افراد کے عیب بیان کرنے میں کم پڑتا ہے۔

اب میں غنا و مزامیر کی حلت و حرمت کے سلسلہ میں بیان کرتا ہوں۔ غنا کے متعلق آیات اور احادیث متعارض ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حرمت غنا کے متعلق فرمایا ہے۔ **وَمِن النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهُوا حَدِيدٌ يُنْهَى عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَحَذَّدَ هَا هُزُواً أَوْ لِئَكَ لَهُمْ عَذَابٌ قَهُقُھِينَ** (لقمان۔ ۶) اور ایک لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تامنہ بچھلادیں (علیحدہ کر دیں) اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہراؤں اس کو ہنسی، وہ جو ہیں ان کو ذلت کی مار ہے۔ اور ابو امامہ کی روایت ہے۔ جو گانے کے واسطے آواز بلند کرتا ہے اللہ اس کے دونوں مونڈھوں پر دو شیطان بھیجتا ہے اور وہ شیطان اس کے سینہ پر ایڑھیاں مارتے ہیں جب تک کہ وہ خاموش ہوتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے روایت کی ہے) شیخ عبدالرحیم عاقی نے کہا ہے کہ حدیث ضعیف ہے اور حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے گانے والی لوٹدی کو اور اس کے بچپنے کو اور اس کی قیمت کو اور اس کی تعلیم کو۔ طبرانی نے او سط میں روایت کی ہے اور بیہقی نے کہا ہے کہ یہ روایت محفوظ نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت قاضی نے ان ضعیف روایات کا ذکر کیا ہے جن کو یہ عاجز پہلے ذکر کر چکا ہے اور ان کے ضعف کا بیان بھی گزر چکا ہے۔ اور پھر حضرت قاضی ثنا اللہ نے ان روایات کا بیان کیا ہے جن سے سماع اور آلات طرب کا سنتنا ثابت ہے اور اس میں یہ روایت بھی ہے کہ ربیع دھترِ معوذ

نے کہا کہ میری شادی کی پہلی رات تھی کہ سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس بچھو نے پر بیٹھ گئے (حضرت معاذ اور ان کے بھائی حضرت معاذ بدر کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے) لڑکیوں نے دف بجانا مشروع کیا اور ہمارے آباؤ کی شہادت کا ذکر کر رہی تھیں۔ اس دوران میں ایک لڑکی نے پڑھا: «فَيَسْأَلُنَّهُ عَنْ مَا فِي غَدِيرِ حَمْرَاءٍ» اور ہم میں اللہ کے بنی ہیں جو آنے والے کل کی بات جانتے ہیں۔ یہ سُن کر ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «عَنِ الْهَذِيلَةِ وَقُوْلِيِ الْدِينِ كُنْتَ تَقُولِينَ» تم اس کو چھپڑوا اور جو کہہ رہی تھیں وہ کہو: (یہ روایت بخاری کی ہے) اور یہ روایت بھی ہے۔ عامر بن سعد کہتے ہیں۔ میں ایک شادی میں قرضہ بن کعب اور ابو مسعود کے پاس گیا وہاں لڑکیاں گارہی تھیں۔ میں نے ان دونوں حضرات سے کہا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابیوں اور اے اہل بدر۔ آپ کے پاس یہ کیا کیا جاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا بیٹھ جاؤ اگر جا ہو تو ہمارے ساتھ اس کو سُنوا اور چلے جاؤ اگر جا ہو، شادی بیاہ کے موقع پر گانے بجائے کی ہم کو رخصت ہے (نسائی کی روایت ہے)۔ اس کے بعد حضرت قاضی نے فصل لکھ کر حضرت امیر کا مسلک بیان کیا ہے اور لکھا ہے۔ حرمتِ غنا کے متعلق فصوص متعارض ہیں اور حضرت امام ابو حنیف نے از روئے احتیاط حرام کہہ دیا ہے اور۔۔۔ امام مذاہعی نے حرمتِ غنا کی روایات کو لہو پر اور خوف فتنہ پر حمل کیا ہے اور وہ غنا جو صحیح مقصد سے ہو، مثلًا اعلانِ نکاح ہو تو غنا مباح ہے اور امام عظیم ابو حنیف کا بھی یہی مسلک ہے۔ ہدایہ کی کتاب الغصب میں لکھا ہے کہ غازیوں کا ڈھول، شادی بیاہ کے دف کو اگر کوئی تلف کر دے اس پر ضمان بلا خوف لازم ہے۔ امام ججۃ الاسلام محمد غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے کہ وہ غنا حرام ہے جو شیطانی خیالات کی بنی پر ہو اور وہ غنا جو اللہ کی محبت پیدا کرتی ہے وہ محبوب ہے اور عبادت ہے۔ اور وہ غنا جو نہ شیطانی خیالات کی بنی پر ہے اور نہ اللہ کی محبت پیدا کرنے کے لئے ہو وہ لذاتِ مُبَاحہ کی طرح مباح ہے۔ وہ سرور کے اوقات میں اضافہ سرور کرتا ہے۔ اگر سرور مباح ہے وہ غنا اور سماع بھی مباح ہے۔ جیسے ایامِ عید میں، نکاح کے وقت، غائب کے آجائے کے وقت، ولیدہ کے کھانے کے وقت، بچے کی ولادت، اس کے عقیقہ کے

وقت، ختنہ کے وقت، کلام پاک کے حفظ کرنے کے دن اور اس طرح کے خوشی کے ایام اور اوقات میں۔ اس قول کو اکثر علماء حنفیہ نے اختیار کیا ہے۔ الخزانہ من المکانی سے منقول ہے۔ "حُرْمَةُ التَّفْقِيَّ وَغَيْرِهِ مُقَيْدَةٌ بِاللَّهِ وَمَا يَكُونُ لِغَيْرِ اللَّهِ وَلِغَرَضِ الدِّينِ كَمَا فِي الْعَرْسِ وَالْوِلَمَّةِ وَإِسْتِعْدَادِ الْغَرَّةِ وَالْقَافِلَةِ وَلِحُصُولِ رِقَّةٍ قُلُوبِ عِبَادِ اللَّهِ، الْمَرْضِيَّةِ عِنْدَ اللَّهِ لَا يَكُونُ حَرَامًا عَلَى مَنْ هُبِّطَ الْخَنْفِيَّةَ وَفِي الْإِقْنَاعِ إِنَّ السَّمَاعَ يَحْصُلُ بِهِ رِقْتُ الْقَلْبِ وَالْخُشُوعُ وَإِشَارَةُ الشُّوْقِ إِلَى لِقَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَالْخُوفُ مِنْ سَخْطِهِ وَعَذَابِهِ وَالْمَفْضِيَّ إِلَى ذَلِكَ قُرْبَةً فَإِذَا كَانَ السَّمَاعُ هَكَذَا فَكَيْفَ يَكُونُ فِيهِ شَائِبَةُ اللَّهِ وَالْهُوَاءِ۔"

"گانے وغیرہ کی حرمت مقید (یعنی مشروط) ہے لہو سے اور جو گانا غیر لہو کے لئے از ام زین ہو جیسا کہ شادی بیاہ، ولیمہ، غازیوں کو مستعد کرنے، قافلہ کے آنے، بندگان خدا کے دلوں میں رقت پیدا کرنے کے لئے ہو جو مرضی ہے اللہ کے نزدیک، حنفیہ کے نزدیک میں حرام نہیں ہے اور "الاقناع" میں ہے۔ یقیناً سماع سے دل میں رقت اور خشوع اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کا شوق اور اس کی ناراضی اور غذاب کا ڈر پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ سماع میں یہ باتیں ہوں تو پھر اس میں لہو اور خواہشاتِ نفسانیہ کا شائزہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علامہ ظاہر میں بلند پایہ عالم اور اولیاء اللہ کے رئیس تھے رضی اللہ عنہ۔ وہ عوارف میں فرماتے ہیں۔ السَّمَاعُ يَسْجُلُ الرِّحْمَةَ مِنَ اللَّهِ الْكَرِيمِ۔ سماع کرم کرنے والے اللہ سے رحمت جذب کرتی ہے۔

حضرت خواجہ خراج گان عالی شان خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ عنہ نے سماع کے متعلق فرمایا ہے نہ ایں کارمی کشم و نہ انکارمی کشم نہیں یہ کام کرتا ہوں اور نہ انکار کرتا ہوں۔ حضرت خواجہ خراج گان کے طریقہ کی اساس اتباعِ سنت پر ہے۔ اور یہ یقینی امر ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا معمول سماع نہ تھا۔ آپ نے ارشاد کیا۔ نہ ایں کارمی کشم و نہ انکارمی کشم۔ اور چونکہ حضرت خواجہ کے نزدیک سماع کی حرمت ثابت نہ تھی آپ نے ارشاد کیا۔ نہ انکارمی کشم۔ نہ میں اس کا انکار کرنا ہوں۔ اگر آپ کے نزدیک سماع

حرام ہوتا، آپ انکار فرماتے۔

فضیلیت پناہ محدث صاحب، اس تحقیق کے بیان کرنے کے بعد آپ سے کہتا ہوں۔ آپ کا یہ لکھتا "لَا شَأْنَ أَنْ مُطْلَقَ الْغِنَاءُ فَعُلُّ حَرَامٌ" (اس میں کوئی ثنا نہیں ہے کہ مطلقاً غنا فعل حرام ہے) ہے جا ہے۔ غنا مطلقاً کس طرح حرام ہوگا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنا کے بعض افراد کو جائز کھا ہے۔ اور پھر آپ نے لکھا ہے۔ "الْغِنَاءُ الَّذِي يَمْزَأِ مِنْ حَرَامٍ قَطْعَيْ يُكْفِرُ جَاهِدُهُ وَمُسْتَحْلِهُ" (مزامیر کے ساتھ غنا، حرام قطعی ہے کہ اس کا منکر اور اس کو جائز کہنے والا کافر ہے) یہ قول بھی ہے جا ہے کیوں کہ نکاح میں دف بجانے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور امام مالک نے نکاح میں دف بجانے کو شرطی محنت نکاح قرار دیا ہے۔ اب جب کہ دف کا بجانا اعلان نکاح کے نئے حلال یا ستحب ہو تو پھر ڈھول، طنبورہ، نقارہ وغیرہ کو دف کے حکم سے الگ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ ان میں کی تفاوت ہے؟ لہو کے لئے سب حرام ہیں اور صحیح مقصد کے لئے سب حلال ہیں کیونکہ اعلان نکاح ان سب سے ہو جاتا ہے۔ دف میں اور دوسرا آلات طرب (مزامیر) کی حرمت تسلیم کر لیں حرام قطعی کہنے کی گنجائش کہاں سے مکمل آئی؟ قطعی دلیل یا تو آیت مکہم ہے، یا متواتر حدیث ہے یا امت کا اجماع۔ اور پھر میں کہتا ہوں۔ اگر مزمیر کے لئے حرمت تسلیم کر لی جائے وہ حرمت احادیث آحادیت سے ہے اور وہ ظنی دلیل ہے اور اس کے انکار سے کفر ثابت نہیں ہوتا۔

عاجز ابو الحسن زید کہتا ہے حضرت امام عالی مقام رحمۃ الرضا و رضی عنہ کی باریک بینی ہے کہ آپ ایسے حرام کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ فقہاء کرام نے لفظ مکروہ ہٹا کر صرف حرام لکھنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے غیر مُتَدَرِّب اور ناواقف افراد مکروہ تحریمی کو حرام قطعی سمجھ گئے، جیسا کہ مولانا محمد سالار نے کیا ہے۔ حضرت قاضی شناوار اللہ نے لکھا ہے احادیث آحادیت دلیل ظنی ہے۔ اس کے انکار سے کفر ثابت نہیں ہوتا۔ شکاری جانور کی حرمت احادیث آحادیت سے ثابت ہے۔ اور یہ ظنی دلیل ہے۔ امام مالک اس کی حرمت کے قائل نہیں

ہیں، وہ اس کو مکروہ کہتے ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک شترنج مباح ہے حالانکر دہ لہو ہے۔ اور احادیث آحاد سے حرمت ثابت ہے۔ حضرت امام عظیم کے نزدیک شراب (خمر) کے علاوہ اگر تھوڑی مقدار میں سکرات کا استعمال کیا جائے جس سے بیہوشی نہ ہو حلال ہے، حلال کہ حدیث دارد ہے۔ مَا أَسْكَرَ كَثِيرٌ فَقَلِيلٌ هُوَ حَرَامٌ جب کی زیادہ مقدار بیہوشن کرے اسکی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے مُنْ لُو، مزا امیر (آلات طرب) کو حلال سمجھنے والا ہرگز کافر نہیں ہے اور جوبات حاوی نے کہی ہے وہ صورت لہو و لعب کی ہے۔ یعنی لہو و لعب کے لئے گانا باجا ہو رہا ہے، اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا نام یعنی اللہ کے نام کی بے حرمتی ہے اور یہ کفر ہے۔ اور جو شخص اللہ کی یاد کے لئے مزا امیر بجا تا ہے اور کوئی اللہ اللہ یا حق حق کہتا ہے، مباح فعل کر رہا ہے وہ کافر نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کہے ایسے نیک افراد اس زمانہ میں نہیں ہیں۔ غلط بات کہہ رہا ہے۔ حدیث شریف ہے۔ لَا يَرَأُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةً قَاتِلَةً بِإِمْرِ اللَّهِ لَا يَصْرُّهُمْ مَنْ خَدَّلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَهُمْ۔ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ رہے گی جو اللہ کے امر پر قائم رہے گی۔ اس کو کسی کے برا کہنے سے نقصان نہ ہوگا اور نہ اس کو کسی کی مخالفت سے تکلیف پہنچے گی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُذَرُ أَوْلَاهُ أَخْيَرُ أُمَّمٍ آخِرُهُمَا میری امت کی مثال میں کی طرح ہے نہیں معلوم ہوتا کہ اُس کا پہلا حصہ خیر برکت کا ہے یا آخری حصہ۔

اے برادر مسنو، اہل وجد تمین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک اصحاب کمال۔ ان کے باطن میں فیضانِ الہی ہوتا ہے اور وہ بے اختیار ہو جاتے ہیں، اس جماعت کو حزبِ اللہ کہتے ہیں (الله کی جماعت) اس جماعت سے انکار کرنے والیں کی خرابی کا سبب ہوتا ہے۔ حدیثِ قدسی ہے۔ مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيَّاً فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْمُحَارَبَةِ جو شخص دشمنی کرتا ہے میرے ولی سے اس نے مجھ سے لڑائی کی ٹھانی ہے۔ (یہ حدیث صحیحین میں ہے)

دوسرے وہ لوگ ہیں جو احوالِ شریفہ حاصل کرنے کے واسطے سماع کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان پر دار دامتِ الہیتہ کا اثر ہو چونکہ ان کا مقصد اچھا ہے الہزادہ بھی محمود اور اچھے ہیں۔ تیسرا وہ لوگ ہیں جو تکلف سے وجہ کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کو اچھا کہیں یہ فاسق ہیں۔ تمام ہوئی تحریر حضرت قاضی شمار اللہ کی۔

مسک الختم در بیان مسک شاہ ولی اللہ

حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ سرہ نے حضرت شمس الدین جبیب اللہ جان جاناں منظہر فضی الشرعاۃ
سے ننگا کر حضرت شاہ ولی اللہ نے طریقِ جدیدہ کا بیان کیا ہے۔ اسرارِ معرفت اور غواص علوم کے بیان میں
اُن کا خاص طرز ہے باوجو دان علوم و کمالات کے وہ علمائے ربانیوں میں سے جس محقق صوفیہ میں ان جیسا
علمی ظاہر و باطن کا جامع اور علم جدیدہ کا بیان کرنے والا ایسے چند ہی افراد گزرے ہوں گے (مقاماتِ منظہری)
مولانا میر عبدالجی ندوی نے ”نزہۃ الخواطر“ کی جلد ۲ صفحہ ۷۰ میں لکھا ہے کہ علام فضل حق فرزند علامہ
فضل امام خیر آبادی الورمیؒ کے اور ان کے ہاتھ میں حضرت شاہ ولی اللہ کی تالیف ”ازال الخفایہ“ تھی
اور وہ فرماتے تھے جس شخص نے یہ کتاب تالیف کی ہے وہ ایسا بحیرہ رفارہ ہے کہ جس کا ساحل نظر میں آتا
اُن پر رد و قبح کرنے والا ایسا غبی اور جاہل ہے کہ اس کے اپھے ہونے کی امید نہیں۔

اور مولانا مفتی غنیت احمد کا کوروی کا قول ہے کہ شاہ ولی اللہ کا مثل شجر طوبی ہے کہ اس کی جڑ
شاہ ولی اللہ کے گھر میں ہے اور اس کی شاخیں مسلمانوں کے گھروں میں ہیں مسلمانوں کا کوئی لہادر کوئی
جگہ ایسی نہیں ہے جہاں اس مبارک درجے کی شان تجویز ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے اجیاناً مزاییرے مانوں کی انسابے اور بغیر فرامیر کے زیادہ نہ ہے۔ لقول ابھی
فارسی کے حصہ ۳۲ میں ہے کہ آپ کو شدید مرض لاحق ہوا جبکہ مرض میں کچھ تخفیف ہوئی آپ نے گانے کا نام اپ
پر جوش و خردش کا عالم طاری ہوا اور آپ نے فرمایا۔ ہمہ او است بے نہ بہزادست یعنی وحدت صرف ہے اور اس اور
القول الجلی کے حصہ ۳۳ میں ہے کہ ایک شخص نے آپ کے درمات کیا۔ مزاییر کی آواز میں آپ کو حسن و لذت محسوس ہوتی ہے یا
بیشتر ہے (بیشتر ہبھواری) بیشتر لذت محسوس کرتا ہوں اگر میں کچھ وقت اس میں صرف کروں میں باقی اشغال سے ہاتھ رہو
جگہ بھر جاؤ۔ اللہ نے مجھ پر تحریک کی پابندی کا باس پہنایا ہے لہذا اخلاف شرع امور سے مجھ کو نفرت دی جئے بدعیوں
کی میں (بیشتر ہبھواری) اور نہ بھر جاؤں کے کافی سنتے یا کسی غیر شریفہ عورت سے نکاح کرنے سے مجھ کو نفرت ہے میں یہی
وقایت جاں کی خلائق اس پر جگہ کر تھی اعظم کائنات اس پر لگا رہے اور یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میراث
یا میراث کو لے کر کر کر مکمل نے فرمایا ہے میں لو انشہ نے مجھ کو اپنا خلیل بنایا ہے اور جس کو اللہ اپنا خلیل بنائے
وہ غیر اللہ کو کیسے خلیل بنائے۔ تمام ہوا رسال غنا و سماع اصفیار۔ الحمد لله اولاً و آخرًا والفضلة
علیٰ سنتہ ابدًا مُحَمَّدًا۔

Marfat.com

فہرست مطبوعات شاہ ابوالخیر کاظمی

۱۰۔ اردو پے	۱۵۔ مسئلہ ضبط ولادت $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۵۔ روپے ۲۰، سفہات آفت ۹۴	۱۔ مقاماتِ اخیار (فارسی) سائز $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۵، روپے ۲۰، سفہات آفت
۱۰۔ اردو پے	۱۶۔ وحدۃ الوجود اور بیان وحدۃ الشہود $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۵۔ روپے ۲۰، سفہات آفت	۲۔ مقاماتِ خیر (طبع بدیع) سائز $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۵، روپے ۲۰، سفہات آفت
۱۰۔ اردو پے	۱۷۔ الجھر عَلَى السُّنْنَةِ در در دروا فخر $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۳۵ روپے ۲۰، سفہات آفت	۳۔ سوانح بے ہمایہ $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۳۵ روپے ۲۰، سفہات آفت
۱۰۔ اردو پے	۱۸۔ عرفانیات باقی (فارسی) $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۳۰ روپے ۲۰، سفہات آفت	۴۔ مقاماتِ خیر (طبع قدیم) $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$
۹ روپے	۱۹۔ غذاء رُوسمائع اصفیاء $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۳۰ روپے ۲۰، سفہات آفت	۵۔ القول الجلی (فارسی) $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۳۰ روپے ۲۰، سفہات آفت
۹ روپے	۲۰۔ رسائل معرفت افراد $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۵ روپے ۲۰، سفہات آفت	۶۔ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$
۹ روپے	۲۱۔ فیصلہ شیخ مسئلہ $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۵ روپے ۲۰، سفہات آفت	۷۔ تاریخ القرآن $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$
۹ روپے	۲۲۔ ہندوستانی قدیم مذاہب اور حضرت میرزا منظہر $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۵ روپے ۲۰، سفہات آفت	۸۔ مجموعہ خیرالبيان $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$
۱۰ روپے	۲۳۔ مؤسوس الارواح $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۱۰، صفحات آفت	۱۲ روپے ۲۰، صفحات آفت	۹۔ بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید
۱۰ روپے	(جہان آزاد تحریر شاہ جہان کا رسالہ مشائیج چشتیکے مالیں)	۱۲ روپے ۲۰، صفحات آفت	۱۰۔ علام ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء
۱۰ روپے	۲۴۔ سوانح حیات سید عارفین شاہ بلاں $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۲ روپے ۲۰، صفحات آفت	۱۱۔ زیارتِ خیرالنامم ترجیہ ثمار السقام $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۱۲، صفحات آفت
۱۰ روپے	۲۵۔ القول الجلی کامقدمة اور اختتمیہ $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۰ روپے ۲۰، صفحات آفت	۱۲۔ مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۱۲، صفحات آفت
۱۰ روپے	۲۶۔ منیح البار فی الصلة علی الانبیاء والرضا عن اللہ ولیاہ $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۰ روپے ۲۰، صفحات آفت	۱۳۔ مدارک لخیر بیان طریقہ نقشبندیہ مجددیہ $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۱۰، صفحات آفت
۱۰ روپے	۲۷۔ خیر المقال فی اثبات رویۃ الہلال $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۰ روپے ۲۰، صفحات آفت	۱۴۔ معمولاتِ خیر $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۱۰، صفحات آفت
۱۰ روپے	۲۸۔ افسوس لہٰ نعم (فارسی کلام) $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۰ روپے ۲۰، صفحات آفت	۱۵۔ تاجران کتب کو نہیں فیض کشیں (اس پتہ سے منگلیتے)

شاہ ابوالخیر کاظمی، شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی - ८

فہرست مطبوعات شاہ ابوالخیر کاظمی

۱۰۔ اردو پے	۱۵۔ مسئلہ ضبط ولادت $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۵۔ روپے ۲۰، سفہات آفت ۹۴	۱۔ مقاماتِ اخیار (فارسی) سائز $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۵، روپے ۲۰، سفہات آفت
۱۰۔ اردو پے	۱۶۔ وحدۃ الوجود اور بیان وحدۃ الشہود $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۵۔ روپے ۲۰، سفہات آفت	۲۔ مقاماتِ خیر (طبع بدیع) سائز $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۵، روپے ۲۰، سفہات آفت
۱۰۔ اردو پے	۱۷۔ الجھر عَلَى السُّنْنَةِ در در دروا فخر $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۳۵ روپے ۲۰، سفہات آفت	۳۔ سوانح بے بہلے $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ عظیم ابو حینہ ۲۰، سفہات آفت
۱۰۔ اردو پے	۱۸۔ عرفانیات باقی (فارسی) $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۳۰ روپے ۲۰، سفہات آفت	۴۔ مقاماتِ خیر (طبع قدیم) $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$
۹ روپے	۱۹۔ غذاء رُوسمائیں اصفیار $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۳۰ روپے ۲۰، سفہات آفت	۵۔ القول الجلی (فارسی) $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۵، سفہات آفت
۹ روپے	۲۰۔ رسائل معرفت افراد $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۵ روپے ۲۰، سفہات آفت	۶۔ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۵، سفہات آفت
۹ روپے	۲۱۔ فیصلہ شیخ مسئلہ $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۵ روپے ۲۰، سفہات آفت	۷۔ تاریخ القرآن $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۵، سفہات آفت
۹ روپے	۲۲۔ ہندوستانی قدیم مذاہب اور حضرت میرزا منظہر $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۵ روپے ۲۰، سفہات آفت	۸۔ مجموعہ خیرالبيان $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۵، سفہات آفت
۱۰ روپے	۲۳۔ مؤسوس الارواح $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۱۰، سفہات آفت	۱۲ روپے ۲۰، سفہات آفت	۹۔ بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۱۰، سفہات آفت
۱۰ روپے	(جہان آزاد تحریر شاہ جہان کا رسالہ مشائیج چشتیکے مالیں)	۱۲ روپے ۲۰، سفہات آفت	۱۰۔ علام ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۱۰، سفہات آفت
۱۰ روپے	۲۴۔ سوانح حیات سید عارفین شاہ بلاں $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۲ روپے ۲۰، سفہات آفت	۱۱۔ زیارتِ خیرالنامم ترجیح شفارالسقام $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۱۰، سفہات آفت
۱۰ روپے	۲۵۔ القول الجلی کا مقدمہ اور اختتمیہ $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۱۰، سفہات آفت	۱۰ روپے ۲۰، سفہات آفت	۱۲۔ مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۱۰، سفہات آفت
۱۰ روپے	۲۶۔ منیج البار فی الصلة علی الانبیاء والرضا عن اللہ ولیاہ $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۰ روپے ۲۰، سفہات آفت	۱۳۔ مدارک لخیر بیان طریقہ نقشبندیہ مجددیہ $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۱۰، سفہات آفت
۱۰ روپے	۲۷۔ خیر المقال فی اثبات رویۃ الہلال $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۰ روپے ۲۰، سفہات آفت	۱۴۔ معمولاتِ خیر $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$ ۱۰، سفہات آفت
۱۰ روپے	۲۸۔ افسوس لہٰ نعم (فارسی کلام) $\frac{۲۰\times ۲۲}{۱۸\times ۲۲}$	۱۰ روپے ۲۰، سفہات آفت	
	اس پتہ سے منگلیتے (تاجران کتب کو نہیں فائدہ کیشیں)		

شاہ ابوالخیر کاظمی، شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی۔ ۶